اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً

خزینۃ المعانی

یعنے

مجموعۂ قصائد و قطعات جناب مولٰنا محمد عبد الغنی خاں
صاحب مرحوم المتخلص بہ غنی

حسبِ فرمائش

عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب

باہتمام محمد مقتدی خاں شروانی

مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ میں چھپا ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۴ء

(امید منزل حیدرآباد (دکن) سے شایع ہوا)

ہدیہ

خدمت وحید الدہر فرید العصر مولانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مقدمہ

ارباب معنی پر مخفی نہ رہے کہ "خزینۃ المعانی" نام ہے مجموعۂ قصاید کا جو تصنیف ہیں اُستاذی و مولائی مولانا عبد الغنی خاں صاحب غنی تخلص کے، عفرلہ اہل غنا کا خزانہ لٹا کرتا ہے۔ جو اُن کو مبدء فیاض سے ملتا ہے دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور ٹکسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا ٹکسالی مال ہیں، اہل نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشک عطر بیز ہے عطار خاموش۔

اُستاد ہر دو زنکتہ رس، معنی آفریں طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جودتِ استعداد اور سلامت فطرۃ فضلائے عصر کو تسلیم تھی۔ اُستاد العلما مولانا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذۂ خاص کی زبانوں پر رہا کہ عبد الغنی

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔" مرحوم مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہے اس میں استعداد علمی اور حسنِ تعلیم کی تعریف کی ہے۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مُطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغان آصفی ہے۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا۔ "یہ وصف کمیاب ہے" خصوصًا دورِ حاضر میں۔ بیاضِ نثر اُسی طرح مہیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض مہیا کی جاتی ہے ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہے۔ اِس میں مختلف عنوانوں پر ممتاز نثرین اساتذۂ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالب علمی

مولوی احمد شیر خاں، مولوی عبداللہ خاں علوی کے داماد محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریب سے مولوی احمد شیر خاں نے دلّی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے، شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے۔ اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایک ذوق پیدا ہوا۔ شوق طلب کا یہ عالم تھا کہ نشست کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے۔ جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

نکلتے شام کو آتے۔ دن بھر مکتب میں رہتے۔ استاد یہ شوق دیکھ کر بے تکلفانہ کہتے "لڑکے تو نے تو تسلی (تحصیل) تمام کر لی"۔ جب فارسی کی اوپری کتابیں پڑھنے لگے تو حسب حال استاد کی تقریر میں مطالب ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا سمجھنا عربی جاننے پر منحصر ہے۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے پورے ہونے کا ساماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ غرض اوڑھے ہوئے ایک بغل میں کتابیں دوسری میں ایک جوڑا کپڑوں کا لیئے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے ہوئے۔ زاد راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ علامہ توضیحی شارح چغمینی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علامہ ممدوح بھی گھر سے چھپکر طالب علمی کے لیئے نکلے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔ ممدوح

غرض پیادہ پا فرخ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم عزیز حافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ، دولت کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ان سے عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا متقاضی تھا۔ فرخ آباد سے پیادہ پا کانپور پہنچے۔ شوق نے کہا ع

آستانے بود مطلوب آسمانے یافتم

مدرسۂ فیض عام مولٰنا سید حسین شاہ صاحب آصف بخاری اور مولٰنا لطف اللہ

صاحب کے فیوض تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظ برخوردار مہتمم تھے۔ رہنے کو تو ایک تکونا مختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے حسب حوصلہ سامان کمال پالیا۔ پورے انہماک سے تحصیل علم میں مصروف ہوگئے۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب سے سبق شروع ہوگیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو زبانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایبل طلبا کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر بسر کی۔ مسجد کے نیچے بھڑبھونجے کی دکان تھی شام کو اندھیرا ہوجاتا تو رومال میں دو پیسے باندھ کر چپکے سے دوکان میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھڑبھونجا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے اُنھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لئے معلّم کی فرمایش کی سید صاحب نے اُن کو باصرار مقرر فرما دیا۔ معاوضہ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آجائے۔

لطیفہ - ایک روز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اور طلبا کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ اُستاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر برجستہ فرمایا ؎

دور دورِ مولوی عبدالغنی
رات دن کھاتے ہیں روٹی روغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شاگرد کو آخر عمر تک یاد رہا۔ پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو دُغل گھرسے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جاڑے کے مقابلہ کی تاب اُس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں، خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ درس میں جب بدن سردی سے کانپتا تو جابجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پاس بیٹھنے والوں پر راز نہ کھل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں ابتدا انتہا کی خبر دینے لگی۔ ایک روز آواز آئی "مولوی عبدالغنی"۔ یہ اُستاد کی آواز تھی۔ گھبرا گئے کہ نام کے ساتھ مولوی کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُوئے ماندن نہ پائے رفتن۔ دوسری آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجا تھی! ایک روز جرأت کرکے عرض کی "اس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا"۔ فرمایا "ہاں تم مولوی ہو جاؤ گے"۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب بھوپال تشریف لے گئے۔ سبق مولٰنا محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانۂ مبارک سے خلعتِ کمال کا

ملنا مقدر و مقرر تھا۔

مولٰنا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قوی سر و ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دبدبہ تھا جس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ داری کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصًا تذکیر تانیث کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں اُن میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلعۃ الہنود یادگار رہی۔ نظم کا نمونہ ہے

زاہد ہوائے آں قدِ رعنائی کند

ایں سفلہ رو بہ عالمِ بالائی کند

عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم (مالک مطبع نظامی) کا زہد اس شعر کو سن کر کانپ جاتا۔

حاصل کلام۔ اُستاد مرحوم کی شانِ طلب علم یہ تھی کہ سوائے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب سے مقدم فکر یہ ہوتی کہ اُستاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ مٹے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مدارج سے فارغ ہو لیتے تب دوسرے مشاغل کی

جانب متوجہ ہوتے۔

اُنہی ایام کا واقعہ ہے کہ میرزا دبیر مرحوم وارِد کانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اُٹھی۔ جا بجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ طلباء کو عام اجازت ہو گئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کر لے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

الشئی بالشئی یذکر۔ امام یحییٰ مصمودی راوی موطا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہو گیا۔ یہ بدستور بیٹھے رہے۔

شیخ محترم نے فرمایا۔ یحییٰ "اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ"۔ ادب سے عرض کی "اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا"۔ غرض نہ اُٹھے نہ ہاتھی دیکھا آج طلبا کی کتنی راتیں تھیٹر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رجسٹر بھی نہ دے سکینگے۔

الحاصل۔ توجہ کی یکسوئی اور اہتمام طلب مولنا کی طلب علم کا طرۂ امتیاز تھا جب اُستادِ علامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند مناروں کے دروازے چمگادڑوں سے محفوظ

ہیں۔ حجروں کا کام دیتے تھے۔ جب کواڑ بند ہوجائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا ومافیہا سے بے خبری ہوجاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجرے شایق مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں اُستاد کی خدمت میں پیش ہوجاتی تھیں۔ مولٰنا کو بھی اُن میں سے ایک حجرہ ملا تھا۔ وہاں کی مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کر کے یہ حصہ ختم کردیتا ہے۔ ابتداءً گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کان پور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ اُستاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوشش طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لئے گھر لے آئے کہ اعزہ مطمئن ہوجائیں۔ جب سب سے مل کر کانپور جانے لگے تو والدہ ماجدہ نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کردیں کہ ان کو خرچ کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں اُن کے بدلے میں بنوا دینا۔ مولٰنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمایش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہوگیا۔ مدّت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پہنے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جواب پایا جو بالیاں تم کو دی تھیں اُن کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

نثرنگاری | مولٰنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کردی تھی۔ علّامہ شبلی نے جب ارمغانِ آصفی کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقتِ ملاقات اس کے

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائے :-

"از گران مائگی نقد روایات ہمسنگ ذہبی و ابن حجر ست، و

در میزانِ اعتدال رُواۃ از سُبکی گراں پلّہ تر"

کلام میں متانت ہے، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا تتبع تام تھا۔ یہی لوازمہ ہے قصیدہ کا۔ قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کریگا۔ نمونہ ملاحظہ ہو ؎

دی دمِ صبح بدیدم کہ چو شمع یمن　　از سواد افق افروخت بیاضِ روشن

طالعش سر از فلک کوکبۂ ارزانی　　کہ کواکب شد ازو خیرہ بہ تنگِ ارزن

مہر از شب چو بدر آمد بکنارش گفتم　　بط کشیدست بخود بیضہ کہ دادست زغن

یا مگر دایہ حبشی ست کہ شیرش خورد ست　　طفلِ رومی کہ بزاد از شکم زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ اُمید　　یا پسِ شامِ غریبی چہ منے صبحِ وطن

یا بہارے ست کہ از عنبرِ تارا گل شد　　چمن فرو ریخت ز ناف شب گل مشکِ ختن

خواب می آمد و باد سحری خوش می رفت　　دل سکون داشت ازین آمدن و از رفتن

میر رود باد کہ آید بچمن ابرِ بہار　　ابر آید کہ رود آب بہر جوے چمن

باد بر آتش گل والہ دامان زن ست　　ابر بر خاک چمن غرقۂ آب افشاندن

باد میخیزد و بیزد ہمہ جا مشکِ تتار　　ابر بنشیند و ریزد ہمہ سو دُرِّ عدن

ابر بخشاد چو از خدمت گلزار کمر　　آب از موج زہر جو بکمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سبدِ گلچین شد — بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن
خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا — چه بساتین چه صحارا چه تلال و چه دمن
سبز همچون فلک از سبزهٔ خود رو کهسار — سرخ چون نارِ خلیل از گلِ نازان گلشن
دامنِ دشت ز گلگشت گریبانِ عروس — روی صحرا ز ریاحین همگی پشتِ چمن
کوه انداخته یک چادرِ کاهی بر دوش — دشت پوشیده یکی حلّهٔ حمرا ابدان
نامیه دوخت دگر بر تنِ گلزار امروز — از حریرِ سمن و اطلسِ گل پیراهن
سرو را زآبِ روان هست قبا سیمابی — لاله را کرته گلابی ست ز شبنم بر تن
باغ شاداب و شگفته چو بهشتِ علیا — نخل چون سدره و طوبیٰ بزمین سایه فگن
نخلبندِ چمنِ خلد به پیرامنِ باغ — خار چیند و گوید که چمن پیرا من
گردن و دستِ عروس ست تو گوئی هر شاخ — بسکه با غنچه و گل آمده دست و گردن
قوتِ نامیه از تارِ عروقِ اشجار — میکند جامهٔ خورشید رفو چون درزن
مشعلِ لاله گلنار شد از بادِ خزان — همچو شمعِ شجرِ وادیِ ایمن ایمن
لالهٔ آل میانِ گلِ مهتاب بود — شمعِ تابندهٔ ناهید بقندیلِ پرن
در شقایق گلِ مهتاب شگفته باشد — ماه و پروین که گرفتست شفق پیرامن
لالهٔ هندوی میست که سازد در عید — کاسه لبریزِ گلال از بقم و از رزین
شاخِ شب بوی شگفته بسفالِ ریحان — صورتِ شمعِ شب افروز نهاده به لگن
هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی — هر کجا گوش دهی مرغ نوازد ارغن

ہر کجا بو طلبی نکہتِ آراش بوست | ہر کجا ذائقہ جوئی گُل حلوا بدہن
ہر کجا پای نہی مخمل سبزہ فرش ست | ہر کجا دست بر آری پُر دا زگل دامن
طارم تاک نماید فلک و کاہکشاں | تاک از خوشۂ انگور چو پروین و پرن

اخلاق مولنٰا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات و سکنات مہذب و باوقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو ملکہ اور طبیعت ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب و مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماند و بود باقاعدہ اور شایستہ تھا۔ لباس ذہانت اور صفائی کی شان لئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاح پسند تھا، ذوقِ ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب الفاظ بندھ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلۂ درس میں ذوق ادب تمام اساتذۂ کرام کو رہا ہے۔

معاملہ فہمی عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہل نظر مان گئے پنڈت اجودھیا ناتھ، الہ آباد کا نامور وکیل، قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

ہبۂ مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہلِ معاملہ مولانا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور ستھرائی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلیغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، دناءت اور پست خیالی سے دور رہیں۔

طرزِ تعلیم | طرزِ تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان وقار ہیبت زا ہوتی تھی جو قواعد تعلیم اساتذہ سے ملے تھے اُن پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو اُستاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیئے مُطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مکرر لغزش ہوتی تو نفریں فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغِ سبق کے بعد مطالب کتاب پر وقتاً فوقتاً غور کرے۔ اُستاد کی تقریر پیشِ نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے بیسیوں صفحے میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی

میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ ایسے نکتہ سنج اُستاد سے استفادہ کا موقع ملا۔ سنہ ۱۳۰۰ھ میں مولانا بھیکن پور تشریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

اور فقہ میں منیۃ المصلے اور کنز الدقایق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی میع مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پورے اہتمام سے پڑھائیں۔ مطالعہ، روک ٹوک، تاکید، زجر و توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مدارج طے ہوئے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پہنچا۔ میں نے مولانا سے منطق میں قطبی مع میر، ملاحسن، حمداللہ، حکمت میں ہدیہ سعیدیہ و میبذی، اصول میں نور الانوار، توضیح تلویح تا مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتاب الرہن تک) عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر بیضاوی (سورۂ فاتحہ و ابتدائے سورۂ بقرہ)۔ پڑھی

جو حاصل ہوا فیض استاد سے جو رہ گیا اپنی قصور استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم استاد العلما مولانا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ اُستاد کا ادب نمونۂ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنھما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ بحرمتہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین

مرض الموت کا ایک واقعہ عجیب ہے، اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل۔ اُستاذ کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

تسلطِ تام پاچکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رحلتِ اُستاد کی خبر با حتیاط تمام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر رہے جان بے خبر نہ تھی۔ بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں، غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہو جائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا مولنٰنا نے رحلت فرمائی۔ تردید شدید کی، بے سود۔ صبح کو بسلسلۂ تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولنٰنا کی مزاج پرسی کو گیا تھا، الحمد للہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا بکتے ہو۔ الحق ؎

بے واسطۂ گوش و لب از راہِ دل و چشم
بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم

حیدر آباد (دکن)
۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حبیب الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ستایش و نیایش صانعے را کہ مطلع غرّاے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، و مصرعۂ برجستۂ ہلال در بیاضِ اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرائے کہ قصیدۂ مرصّع کہکشاں آراستۂ قلمِ قدرتِ اوست، و ابیاتِ مسجّع بروج پیراستۂ کلکِ بداعت او۔

درود و سلام بر اورنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار قلمرو "اوتیتُ جوامع الکلم"، خزینہ دار جواہر زواہر حِکم، صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؎

اُمّی و حرف سنج تختۂ کن   قلمش راست کار در است سخن
کاف و نوں یک رقم زنامۂ او   لوحِ محفوظ زیر خامۂ او

پس بر ضمیر فیاں نقد سخن مبرہن ست کہ در بازارِ ہنر جنسے گرانمایہ تر از لآلیِ افکارِ عالی دستگاہاں نیست، ازیں ست کہ کامل عیاران صاحب نظر ایں بضاعت بیش ارزش را بہ بہاے جاں خریدہ اند، و بمیزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوشا طبعی کہ اگر نکتۂ از دسر برزند، آں را برجاں نگارند، وچوں در لطائفِ سخن نفسے برآرد، ہمسنگ درِ و گہر شمارند۔

ہمانا سخن فیضے ست از فیوضِ الٰہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمٰن"، برہانِ اوست،

و ترجمانِ دانش ست و آگاهی که "ان من الشعر لحکمة" آیتے ست در شانِ او ؎

قافیه سنجاں که علم بر کشند　　گنج دو عالم به سخن در کشند
بلبلِ عرش اند سخن پروراں　　بازچه مانند بداں دیگراں

امّا دریں دورهٔ زماں رغبتِ عمومی اہلِ روزگار به ادبیاتِ فرنگ، رنگ ازیں متاعِ عزیز بُردن است، و آں را بدستِ کسادی سپردن۔ نادره فروشانِ ایں چار سو، از تنگ مایگیِ مشتری و نارواییِ کالا، دکانِ سخن برچیده اند، و سر در کنجِ خمول کشیده۔ حقہاے یواقیت و دُرر بر طاقِ ناشناسی اُفتاده، و درجہاے لعل و گہر تلف و بربادی را آماده ؎

سوختیم و جوہرِ ما بر کسے ظاہر نه شد
چوں چراغانِ رُخِ شب‌تاب بیجا سوختیم

ہر چند در کسادِ سخن دل را آں خیال فرو نه گرفته بود که اندیشهٔ طبع نمودنِ کلامِ بلاغت نظامِ حضرت والدی المرحوم گردِ خاطر گردیدے، لکن از بیمِ تلف که بمرورِ ایام وقوعِ ایں گونه حوادث محتمل ست، عزم داشتم که چوں ایں عروسِ زیبا پیرایهٔ تمامی در بر گیرد، و چناں که قصائد نظمِ ترتیب یافته، غزلیات و قطعات ہم شیرازهٔ جمعیت بندد، آں را مجموعاً بحلیهٔ طبع آراسته گردانم۔ و به نظرِ مشاہیرِ روزگار، خاصه احباب و مخلصانِ پدرِ نامدار رسانم۔

امّا برادرِ عالی مرتبت که ورائے پیوندِ تلمذ با والدِ مرحوم نسبتِ فرزندی ہم دارد، اعنی درِ فریدِ صدفِ اقبال، صدفِ گوہرِ کمال، نقادهٔ افاضلِ انام، سلالهٔ اماجدِ کرام، ممہدِ ارکانِ دین پروری، مشیدِ بنیانِ شریعت گستری، کامیابِ دولتِ نشاتین، سمیِ محبوبِ ربّ المشرقین، صدرنشینِ چار بالشِ کامرانی، مولنا حبیب الرحمن خاں شروانی، نواب صدر یار جنگ رئیسِ بھیکن پور، و صدر الصدور و شیخ الاسلامِ ممالکِ محروسهٔ دکن، صانها الله

عن الشرور والفتن ؎

وزیر الملک من نوافضله　　فصار به صدر الکمال مبجلا

اذا اشرقت بالبشر صفحة وجهه　　کان علیها البدر حین تهللا

آن کہ بر مسند بزرگی وکرامت صدرے مکرم تراز وے نہ نشستہ، و در جوئبار فضل و مکرمت سروے سر بلند تراز وے بر نخاستہ ؎

الیه تناهی کل فخر وسودة
ومنه یباهی کل عز و رفعة

بشوق استدعا وتقدم نمود، و نظر بر سوابق اخلاص ولواحق اختصاص ہمت بر طبع و نشر قصائد بر گماشت، و "خزینة المعانی" اورا نام گزاشت۔ ومرا کہ از کہنیہ پرستارانم، و کہنہ ہوا داران؛ و باآں کہ ہیچ میرز و ہیچمدانم، وآنم کہ من دانم، تکلیف فرمود کہ دیباچۂ مختصرے در ترجمۂ حال والد علامہ بنویسم۔

از ادب در دیدم ریزہ ہائے خزف را در جنب لآلی شاہوار نہادن، و پارہ ہائے آبگینہ را بہ پہلوے جواہر رخشاں عرضہ دادن۔ چنداں کہ رنگ بہانہ ہا ریختیم، و بزبان خموشی عذرہا آوردم، کمتر شنود۔ ناچار بحکم "الامر فوق الادب" بہ امتثال امر عالی پرداختم، و در کیسۂ بے بضاعتی انچہ از کالاے کاسد داشتم بہ سواد بردم، و بحرفِ اعتذارے کہ سالہاست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آوردہ است اکتفا نمودم ؎

کہ بگزرند ز من از کرم چو بنہادم　　سفال ریزہ بطرف لآلیِ شہوار

از انکہ رسم قدیم ست وصیرفی داند　　خزف بگوہرِ رخشاں نہادہ در بازار

قصاید حضرت والد مرحوم، کہ یکے از فضلاے سرآمد عصر، و در پارسی والی ولایتِ نظم و نثر

بود، دیباچهٔ دفتر فضائل اوست۔

آشنایان مراتب سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و دراں تفکر شایستہ نمایند، برکمال قدرت او دریں شیوہ آگاہ شوند، و معلوم ایشاں گردد کہ کاخ والا فکر او در چہ پایہ بلندی ست۔

عجب تر ایں کہ بعد فراغ از مراتب علمیہ ہموارہ چراغ تدریس می افروخت، و بنا بر موزونیت فطری گہ گاہ لباس نظم بر قامت شاہد معنی می دوخت، تا در سرزمین وطن بود، تمامی گزشت کہ مصرعے موزوں نمی کرد، اما چوں تقریبے روی می داد طبع معنی آفرینش یاندک تامل سخن را بطریقہٴ استاداں صاحب فن بکرسی می نشاند۔

از ہنگامے کہ بدکن آمد و با افاضل موزونان آں دیار او را مشاعرات اتفاق افتاد، آئینۂ طبعش تازہ جلاے گرفت، و مشاطۂ فکرش در پیرایہ سری لیلاے سخن را بہ خلعت جوانی پیراست۔ الحق طوطی خامہ اش در محاورہ سنجی و سخن پیرائی، و سرہ گفتاری و سنجیدہ ادائے، منطق طوطیان شکر خوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ۔

شمیم متانت انوری از ریاحین الفاظش مشام آرا، و نکہت نزاکت ظہیر از بساتین معانیش غالیہ سا۔ در سلاستِ زبان و عذوبت بیان با بلبل شیراز ہمداستان، و در دقت طرازی و معنی آفرینی ہمصفیر عندلیب شروان۔ در قطعۂ بآہنگ راست می سراید ؎

حرفم قلم ز دستِ دبیرِ فلک فگند | پروین گہر فشاند بہ نظمِ لاآلیم
بلبل ز صوتِ خامۂ من شد صفیر زن | طوطی شکر شکست ز شیرین مقالیم

سخنش از اثرِ تکلف بری ست، و ایں وصف در اشعار کمتر فصحا تواں یافت۔ غالب اشعارش قصاید ست، و غزل کم۔ اما دریں صنف نیز انچہ گفت ست درسفت ست۔ و از شرائف اوصاف اوست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند۔

از دست ہے

کجاست عرفیِ شیراز قلزمِ معنے | کجا کمال صفاہانِ ابر لولو بار
کجا ظہیرِ گہر سنج نظم تا شنوند | زمن دو حرف نیازے ضروری الاظہار

چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجانِ غنی | چادرِ گل بر مزارِ علویِ خوشخو زنند

غنی بطرزِ دلآویزِ نکتۂ غالب | رقم کشیم بہ انساں کہ خام کار کشد

داغ در بزمِ سخن خواجۂ شیراز بود | ذوق در طرزِ غزل خواجوی کرمان آمد

مولد و منشاء آں فرخ نژاد قصبہ مؤرشید آباد ست، از توابع فرخ آباد، کہ "الرجال من القریٰ"۔ و نسبش بہ پنج واسطہ با نواب الہ داد خان بنگش دیوان نواب رشید الدین خاں بانی مؤرشید آباد کہ از نبائگاں نواب محمد خاں بنگش والی مؤ فرخ آباد بود، می پیوند دبا ین ترتیب عبد الغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حریف خاں بن عالم خاں بن نواب الہ داد خاں، غفرہم اللہ تعالےٰ۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دو صد و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینو نشین عبد اللہ خاں علوی مؤرشید آبادی معروف بدہلوی، بقرابت قریبہ خال او بود۔

زانوے کتاب دبیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مؤرشید آبادی کہ تربیت کردۂ صہبائی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد تلمیذ رشید عبد اللہ خاں علوی تہ کردہ پایۂ رفیع حاصل نمود۔ در بست سالگی کہ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری بود، در شوقِ

استفادۂ علوم عربیہ اولاً در فرخ آباد پیش نواب عبد العزیز خاں عزیز بریلوی کہ از نحاریر فضلا و مشاہیر وکلا بود، روزے چند باستفادہ پرداخت۔ پس ازاں جا بہ کانپور رسید و مبادی صرف و نحو را نزد مولنا حسین شاہ بخاری متخلص بو آصف کہ کتاب خلعۃ النحو از مصنفات مشہورۂ اوست، و در آں زماں صدر آرائے وسادۂ درس در مدرس فیض علم بود، گزرانید۔ و چوں مولنائے مرحوم عزم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و ہیئت و معانی و بیان و فقہ و اصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اصول حدیث و تفسیر را خدمت علامۃ العصر استاذ الفضلا مولانا لطف اللہ، طاب ثراہ، کہ فضایل و کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار ست در فرصت کمے بہ تکمیل رسانید۔ اساتذہ اش بر غایت ذکا و اصابت رائے، و استقامت فکر او آفرینہا می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ آں قدر گرم روے داشت کہ محصلین را اکثر میسر آمدہ باشد۔

از جملۂ مستعدانے کہ ہمدرس او بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست، متع اللہ المسلمین بطول بقائہٗ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحٰق پٹیالوی، و مولانا المفتی عبد اللہ ٹونکی، و مولانا عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفرہم اللہ۔

پس ازاں کہ حضرت مولانائے مبرور بعزم مسند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور را وداع گفت، منصب تدریس و رفیض عام با و مسلم داشتند۔ صیت فضل و فضایلش در اندک زماں آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دور برو بہجوم آوردند، سہ سال در آں جا مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از خاطر سر بر زد۔ جمعے از مستفیدان با وے ہمرہی کردند۔ با وجود اشتغال زمینداری، کہ وجہ معاشش بداں بود، بہ تعلیم ایشاں می پرداخت۔

ہمہ بریں او ان با شبلی دوران مولنا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ السامی کہ در معرفت و تقویٰ آیتے بود از آیات اللہ، و تفسیر آیۂ و اجتباہ، و در احیاے سنت قدمی راسخ داشت، نسبت ارادت درست کردہ سعادتہا اندوخت۔

دہ دوازدہ سال در وطن ہم بریں منوال بود۔ آخر از اوضاع اقارب کالعقارب خاطرش منزجر گشت، و احوال را با طبع خود ملایم نیافتہ بحکم غنا طبعی دست از املاک باز کشید۔ چنداں کہ دوستان و پیوستگان مانع آمدند، بہ آں رضا نداد، و چوں نظماے مدرسہ عربیہ دہلی او را بہ آرزو میخواستند، در ہزار و سہ صد ہجری بقصد مشاورت با حضرت مولانا لطف اللہ، نور اللہ مضجعہ، متوجہ علی گرھ شد۔

امیر ہنر ور و ہنر ورشناس یگانہ نواب عبد الشکور خاں رئیس بھیکن پور انار اللہ برہانہ کہ از اعاظم امراے آں دیار بود، بنا بر سابقہ معرفتے کہ با والد مرحوم داشت، او را بجد تمام بہ مقام خود آورد، و بہ آموزگاری فرزندان بر گماشت۔ تا در آں جا بود روزگار بکمال احترام و اعتبار گزرانید۔

در اوایل سنہ ہزار و سہ صد و سیزدہ از ہجرت، در نوبت دولت حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس، برفاقت علامی مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ، عازم گلگشت دکن گشت۔ سر وقار الامرا مدار المہام عہد او را در ظل عنایت خود آورد و تفقدہا فرمود۔ بمین جوہر شناسی نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کہ در ہنر پروری شانے بلند، و در علوم تازی و پارسی و انگلیسی مکانے ارجمند دارد، و در آں ایام زمام نظام مدارس و مکاتب ممالک محروسہ نظام عالی مقام، ضاعف اللہ اجلالہ و اقبالہ، بکفِ کفایتِ او بود، در مدرسۂ فوقانیۂ بلدہ بر وسادۂ افادۂ تازی و پارسی نشست، و با مشاہیر عصر کہ بکمال فضل و ہنر و کمال لطف د

موزونیت طبع سمر بودند، ادر الرابطے پدید آمد، مخصوصاً با دردی کش غمخانہ حقیقت مولانا عبدالقدیر حسرت، دمہر جہاں افروز معنی گستری مولانا السید اشرف شمسی، دفروغ بخش شبستان سخنوری مولٰنا جمال الدین نوری، دشیر بیشۂ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر طباطبائی، مخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ، کہ تا حال خطۂ دکن بوجود ایں ارکان اربعہ بنیان دانش و پایۂ آگاہی مفاخر و مباہی ست، ابقاہم اللہ تعالیٰ، انس تمام داشت دہموارہ با ایشاں سرگرم ہمطرحی بود، در ہر ماہ یک نوبت بالخصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت غفران مکان تنے چند از معارف را بہ میہمانی میخواست، وہمۂ ایشاں محض از برائے تعنگہ خاطر یاراں و تشحیذ تنزّو طبع دوستان بزم سخن چیدہ داد سخنوری و سخن سنجی میدادند ؂

رونقِ انجمن از صحبتِ اہلِ سخن ست

سبز دارد پرِ طوطی چمنِ آئینہ را

قصایدش اگرچہ در مدایح واقع شدہ اما چوں بغنا طبعی مجبول بود ابداً بر ہیچ کس از ممدوحین اقتراح ننمود، وہیچگاہ بطمع صلہ دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدۂ کہ بہ تہنیت عید پرداختہ است می گوید ؂

منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیر غنی ست — غنا و گدیہ زیک دیگرند دور و نفور

پُرست کیسۂ اسمِ من از نقودِ نقاط — چو جیب طبع شناسنم از دُرِ منثور

اگر در مکارمِ صفات، ومحاسن اخلاق، وعلو ہمت، وسمو فطرت، وشگفتگی طبع او تفصیلے رود سخن باطالت انجامد، وباشد کہ حمل بر یاد مبالغہ گردد ؂

کسی کہ خلعتِ حسن از ل بقامتِ اوست

چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیارایہ

ازجملهٔ مصنفاتے که او راست، یکی "ارمغان" ست، در بیان محاورات زبان پارسی و تصحیح ربط اسما و افعال، و تنقیح ادات وصلات، تا هندیان پارسی سرا در طریق محاورت شیوهٔ شیوا زبانان ایران و هنجار هموار ایشان در آیند۔ می گوید ؎

کتابِ پارسی تالیف کردم تازه ترتیبے | کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کیں لغت را مصدر حرفِ صلاتے | که تابینده در ترکیب بیند روے آسانی
رود بر نقش ہاے پیشوایانِ سخن گستر | در آید چوں ز باندانانِ بزمِ پارسی دانی

ایں کتاب ارلمے هزار و هفت صد و سیزده صفحه است، و صلهٔ تالیفِ آں از پیشگاه حضرت غفران مکان آصف جاه سادس چار هزار و هفت صد روپیه جائزه گرفت۔

دیگر "تذکرة الشعرا" در ترجمهٔ حال سخنورانے که اشعار ایشاں بر سبیل شواهد در ارمغان گزاشته است۔

دیگر "حوار العرب" که مشتمل ست بر پنجاه هزار محاورهٔ متعارفهٔ عربی، با ترجمهٔ پارسی مراد وے آنها۔ در تالیف ایں کتاب او فضلِ و هنر داده است و منتے تازه بر طالبان محاورات تازی نهاده۔

پایانِ عمر دکن را وداع گفت و طرح اقامت در آگره انداخت، و هم در آں جا بترتیب و تسوید قصائد و بعضے از مقطعات که پراگنده افتاده بود، پرداخت۔ اگرچه بسیار تمنائے آں بود که قصائد و غزلیات را زود تر شیرازه بند طبع گرداند لکن بنا بر بعضے مصلحات طبع و نشر حوار العرب تقدیم داد۔ هنوز جزو اول از اں بچاپ رسیده بود که پیک اجل در رسید، و در هزار و سه صد و سی و پنج از هجرت در علی گڑھ جان بجاں آفریں حوالت نمود، و بجوار استاذ معظم مولانا لطف الله بخاک آسود، جعل الله الجنة مثواهما

در اختتام کلام لازم ست تشکرات قلبی را از آن برادر شفیق و محترم بہ تقدیم رسانم، اگرچہ نمی توانم از عہدۂ شکر یکے از ہزاران ایادی کہ بر خود دارم بیرون آیم ؎

لراقمہ ؎

حقوق مہر و دلایش کہ جاوداں بادا — زباں کجاست کہ از صد یکی فرو خوانم

چو ذرّہ گرچہ حقیرم ولی بحمد للہ — ز مہر ورزیِ او ہمچو مہرِ تابانم

کلاہ گوشہ بہ اوج فلک اگر شکنم — روا بود کہ محبِّ حبیبِ رحمانم

الٰہی تا دلِ دوستاں از دولتِ مہر و اخلاص مالامال ست، ذاتِ فرخندہ صفاتش کہ عین کمال ست از عین الکمال امین، و دیدۂ دلش بفروغ جمال فرزندان روشن باد۔

واللہ ولی التوفیق وھو حسبی ونعم الوکیل

حیدرآباد
غرّہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ

ہیچمداں محمد عبدالحمید خاں عفا اللہ عنہ
پروفیسر فارسی جامعہ عثمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ

متضمن تاریخ و تہنیت سال گرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پر نور
رستم دوران فلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ مظفر الدولہ
نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ
جی سی ایس آئی جی سی بی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض احسانہ و زان
شانہ و صان عما شانہ

الٰہی تا جہان باشد نگہدار جہانبان را ‌‌ — نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را
خدیو دادگر دارائے فرخ و دانش گستر ‌‌ — خرد پرور دانا دین پرور فروغ افزا ایمان

شهی کارآگهی داننده رسم و رهِ شاهی
جهان فرمان دهی فرمان پذیرِ پاک یزدان را

معینِ ملتِ بیضا مطیعِ شرعِ پیغمبر
محبِ آلِ پاک و اهلِ بیت و چاریاران را

فروغِ جلوهٔ صورت جمالِ شاهدِ معنی
سوادِ نسخهٔ هستی بیاضِ صبحِ امکان را

سرِ گردن فرازی پایهٔ تمکین دستِ بخشایش
دماغِ هوش و مغزِ فکر و قلبِ علم و عرفان را

فلک درگاه مهر اورنگ زهره چتر و مه حشم
زحل طاق و ثریا طارم و بهرام دربان را

محیطِ علم و کوهِ حلم و کانِ گوهرِ دانش
سحابِ فیض و آبِ فضل و بحرِ بذل و احسان را

فریدون رایت و جمشید تخت و کیقباد افسر
تهمتن زور و بهمن نابزد و بهرام دوران را

سکندر عزم و رستم رزم و خسرو بزم و جم ساغر
قدر قدرت قضا ابرام خاقان ابنِ خاقان را

همایون وارثِ جاه و جلالِ اکبر و بابر
ولی عهدِ جهانگیر و طغان شاه و قدرخان را

کریمی زر دهی گنجینه بخشی گنج بخشائی
درم ریزنده دیناربار گوهر افشان را

بخاک افگند جودش آبِ دیده مایهٔ دریا
به آب انداخت بذلش خاک خفت معدن و کان را

کفِ زربخش و گوهربار گنج افشان درم ریزش
برآمود آستین جیب و دامان و گریبان را

نثارش زر گدایان ها بیع آرزد فلک فرزند
ز زرِ خرشید افگنده ست ریگ پلهٔ میزان را

بود همواره صبح و شام روز و شب مه و سالش
مسرت خیز و میمنت انگیز و امن آمیز دوران را

خصوصاً این سال اخترم جان نیکو فال فرخ فر
بود نوروز رنگ افروز گلستانِ امکان را

هوای دلکشای برشکال امسال گسترد ست
برنگِ سبزه گلگون لباسها گل فروشان را

لباسها سبزه در ریحان که خوابِ مخملِ کاشان
کشد خمیازه حسرت که بیند دیده کاشان را

برآمد ابر آزاری گلاب افشاند در گلشن
دمیده ها ز نور روی عبیر آمود بستان را

زهی فصلِ گل انگیزی که نخلِ شمع را مینی
چو گل بشگفت هر گه باد سازد گل حیاپمان را

خورد در خانه بی سیرِ چمن هر کس درین موسم
ز گلهای نهالی و بوی گلهای نهالان را

شگوفه می کند از آبخوردن شاخِ گل هر دم
که ترسد امتلای معده رنج آرد درختان را

ز جوش نامیه تخمش پیش از کاشتن روید — مبادا بر زمین از تخمه بربندند دهقان را
زمین تا زد گره فوراً ز خوشه سبزان کشند دانه — فلک بسجد که آید در بر مهر از خوشه میزان را
فلک گلهای انجم با گل خورشید نفزود شد — زمین گلهای خورشید و نجوم آورد گیهان را
ز آب افروخت آتش شبنم تر دستی انگر — بر آورد آب از آتش بین و بهاران را
یکی آب افگند بر رخ گل رخسار او شوید — یکی آتش برزد بر فروزد روی تابان را
ز بیم آن که آب بر خاموشش نگرداند — هوا بهر آتش گلنار زد هر لحظه دامان را
سحاب آبش زند تا آتش گل شعله نفروزد — که آب و آتش خاموش گل باید گلستان را
نپنداری که در معنی فساد آب و هوا دارد — سخن در نقط خاموشی است با دود آب باران را
رسید آن خرمی زین سال نو در خاطر عالم — که ابر نوبهاران تشنگان باغ و بستان را
چنان کز خویشتن بالید النفس و آفاق از زین شادی — که تنگ آمد فضای لامکان تنگ امکان را
تخالف شد ز طبع آب و آتش خاک و باد امروز — که خود کیفیتی غیر از مسرت نیست ارکان را
چنان عشرت ز سر در امسال شد دنیا ز شادی — که از هر شاخ می روید گل عیدی درختان را
گره از کارها بگشاد این جشن گره بندان — که می خیزد گره از رشتها افسون طرازان را
بحل عقده زین و ذنب آمد قمر مایل — بنات النعش شد عقد ثریا چرخ گردان را
نشست از خاطر عشاق پیچ دل از زین شادی — که از ابرو گره برخاست نازک مه جبینان را
ز تحریک نشاط است اهتزازی در هوای بهار — که شد عقد حباب ژاله ساکن بود باران را
دهد گلهای خندان بر چمن از شاخ و غنچه — نبندد تا گره در کار نخل باغ و بستان را
صبا را هر سحر از شبنم تر شانه در دست — که تا بگشاید از سنبل گره گیسوی پیچان را
بخود هر چند چون اندام بالیدست از زین شادی — قبا هم بند خود بشکست و هم بند گریبان را
نگه باید گشاید کار عالم هر سالی — گره در رشتهٔ سالش زنند تدبیر پیران را
پی سیر آمد و محبوب جهان را جلوه گه زین رو — بهار افروخت فصل لاله و نسرین نگاران را

مشرف شد ربیعِ اوّل از محبوبِ حق اوّل / ربیعِ آخر آخر یافت محبوبِ علی خان را
الٰهی سایهٔ مهرش بود ممدود بر عالم / بود تا سایهٔ ممدود مهر و ماهِ رخشان را
عقودِ رشتهٔ عمرِ درازش باد افزون تر / ازان دورات مستقبل که باشد چرخِ گردان را
غنی تاریخِ جشنِ سالِ نو گفتم گهر سفتم / که سالِ نو مبارک جشنِ سلطان ابنِ سلطان را

قصیده

مدحِ بندگانِ عالی متعالی بالقابه خلد الله سلطانه و ایّد انصاره و اعوانه

دی دمِ صبح بدیدم که چو شمعِ ایمن / از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن
طالعش را ز فلک کوکبه ارزانی / که کواکب شد از خیره برنگِ ارزن
مهر از شب چو درآمد بکنارش گفتم / بطلا کشیدست بخود بیضه که دادست زغن
یا مگر دایهٔ چینی ست که شیرش خوردست / طفلِ رومی که بزاد از شکمِ زنگی زن
راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید / یا پسِ شامِ غریب چو مِنی صبحِ وطن
یا بهارے ست که از عنبرِ سارا گل شد / چون فرو ریخت ز نافِ شبِ گل مشکِ ختن
خواب می آمد و بادِ سحری خوش میرفت / دل سکون داشت ازین آمدن و زان رفتن
مژده باد که آید چمن ابرِ بهار / ابر آید که رود آب بهر جوے چمن
باد بر آتشِ گل و لاله امان زن دست / ابر بر خاکِ چمن غرقه در آب افشاندن
باد می خیزد و بیزد همه جا مشکِ تتار / ابر بنشیند و ریزد همه جا گوهرِ عدن
ابر بگشاده چو از خدمتِ گلزار کمر / آب از موج زهر سو به کمر زده دامن
از گل و لاله و نسرین سبد گل چین شد / بام و دیوار و در و روضه و کوی و برزن

صحنِ خانه

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا
چه بساتین چه صحاری چه تلال و چه دمن

سبزه همچون فلک از سبزهٔ خود رو کهسار
سرخ چون نار خلیل از گل ناردان گلشن

دامن دشت ز گل گشت گریبان عروس
رشک صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش
دشت پوشیده یکی حلهٔ خضرا بدن

نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز
از حریر سمن و اطلس گل پیراهن

سرو را ز آب روان ست قبا سیمابی پیچیده
لاله را گر نه گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا
نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ
خار چین بندد و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس ست تو گوئی هر شاخ
بس که با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه از تار عروق اشجار آراسته
می کند جامهٔ خورشید رفو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان
همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لالهٔ آل میان گل مهتاب بود
شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد
ماه و پروین که گرفت ست شفق پیرامن

لاله هندوے سیه مست که سازد عید
کاسه لبریز گلال از بقم و زردین

شاخ شب بوے شگفته بسفال ریحان
صورت شمع شب افروز نهاده به لگن

هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی
هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد و لحن

هر کجا بو طلبی لخلخه آرا شب بوست
هر کجا ذائقه جوئی گل حلوا بدهن

هر کجا پائے نهی مخمل سبزه فرش ست
هر کجا دست بر آری بپرد از گل دامن

طارم از تاک نماید فلک و کاهکشان
تاک از خوشهٔ انگور چو پروین و پرن

گل بجیب گرو غنچه ست معطر گلزار
می فرستند سوے سفوان بصبا مشک ختن

لاله از تنگی جا زیر زمین ماند و گفت
چون شهید کفن آلوده بخون و ته تنگ

یا چو لعلِ شفقے در کمرِ کوه نهان
یا عقیقِ جگری در دلِ کانِ معدن

گل شگفته دمد از شاخ و صبا در گلزار
هرزه گردد که زند خنده برویش گلشن

بے صبا خنده گُل این گلِ دیگر بشگفت
بو العجب ماندم و انگشت ز حیرت بدهن

بس شگفت آمدم این طرفه شگفتنِ گلها
در خود افتادم و با خود بستم بحث و سخن

ناگهان بر لبم انگشت صبا زد که خموش
غالب افروز بود جانبِ جوشِ گلشن

غالب آن شاعرِ شیرین سخنِ نکته سرائے
گفت بر زعمِ من این حرف بدیوانِ سخن

گر همین جوشِ بهارست چه حاجت بصباست
که خود از تنگیِ جا پیرهنِ غنچه قباست

گفتم این جوشِ بهاران سببش چیست بگوئے
گفت از جوشِ مسرت ز زمین تا بزمن

گفتم این جوشِ مسرت بچه عنوان آمد
گفت جشنِ حسن و سعد و سعید احسن

گفتم این جشن چرا گفت ندانی هیهات
این قدر بے خبر اے دفترِ هر دانش و فن

جشنِ سال گرهِ بادشهِ دادگرائے
جشنِ سال گره فخرِ سلاطینِ زمن

جشنِ سال گره آصفِ جمشید سریر
میر محبوب علی بادشهِ ملکِ دکن

آن که جشنِ گرهش آمده در ماهِ ربیع
گرد مانید گل و لاله بر اطلال و دمن

آن که مدحِ چمن افروزیِ طبعش در باغ
سرو و شمشاد سر آید بزبانِ سوسن

آن که از نکهتِ خویش که بهشتِ دگرست
غنچه بر شاخ بود نافهٔ مشکینِ ختن

گل زر جعفری اندوخت ز جودش در جیب
ریزد دینار و درم گرد در منه دامن

گلبن از لاله بدورش مَی عشرت در جام
وز گل و غنچه بهم ساخته پیمانه و دن

گل شب بوست از آن ماهِ شب افروز بباغ
آفتابے ست ز مهرش گلِ خورشید چمن

شفقش دایهٔ اطفالِ گلستان آمد
که چکد از شفقِ مهر ز پستانش لبن

غنچه طفلے ست که پیچد بقماطِ لالفتر
بلبل از مدحتِ شه شام گهش لالو زن

مهر از مهد دلاسا که تحرک نسیم
نتوانند که دمے ایستد از جنبیدن

لاله گوید دلِ ما شاد ز سالِ گرہ اش | نرگس ایما کند از شوق که چشمم روشن
شاخ رقصان ز طرب مرغِ چمن نغمه سرا | غنچه انگشت زنان برگِ شجر دستک زن
من بدین حرف ثنا خوان بزبانے که مراست | گو مرا بهر زبان دست ندادست دهن
یا رب این گلبنِ شاهی به بهارِ جاوید | گلفشان باد جهان را پر از گل دامن
من و یزدان که ز جان بندهٔ احسانِ شهم | که رسیدست ز شه منتِ بی منّ با من
بهتر از بادِ صبا تهنیتِ جشن گویم | بدعا دست بر آرم بگشایم دامن
راست آهنگ نوائے زنم از راهِ نیاز | نے بقانونِ سرود و نه بسازِ ارغن
نے خراسان و صفاهان و عراقش پرده | نے ز ناهید ترانه نه ز مطرب تن تن
نے به تشبیبِ وصال و نه بتقریبِ فراق | نے به تمهیدِ بهار و نه صبا و نه چمن
ساده یک نقشِ دعائے که ز فرطِ اخلاص | با نشیدِ دلِ عشاق بود پهلو زن
پر اثر مطلعِ موزون کنم انشا بدعا | که قبولش برد از شوق چو گل در دامن
باد فرخنده ز افضالِ خدائے ذو المنن | جشنِ سالِ گرهِ بادشهِ ملکِ دکن
میر محبوب علی شمعِ شبستانِ بتول | نونهالِ چمنِ حیدرِ کرارِ زمن
آن که از هیبتِ او کاهد و بر خود لرزد | روحِ اسکندرِ رومی تنِ خاقانِ ختن
آن که از دادگری رونقِ کسری شکست | آمد از دیده وری ساغرِ جمشید شکن
آن که از جودِ خداداد در آفاق گرفت | شهرهٔ حاتم و هم جعفر و هم معن معاً
آن که در شیوه و در شکل ست عزیزِ دل و جان | صورتِ یوسفِ صدیق بوجهِ احسن
آن که در حلقهٔ شاهی ز ازل درخشا | تکمه از مهر بود گوئے زرین و پرن
پنجهٔ آهنی او دمِ هیجا شکست | خنجرِ گیو و کمرِ رستم و پشتِ پشن
روزِ هیجاش بود رستمِ یکدست چو زال | پیر سال بهنگامهٔ رزمش چو زن
از نهیبش چو کفن زیرِ زره گشت حریر | شکلِ تابوت شده بر تنِ دشمن جوشن

شد صلاتش ہمہ غائب و حاضر موصول / در ضمیرش نہ دوی و تست نہ ما و نے من

اے خوش ایں سال کز افضال خداوند جہاں / شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و محن

ہر کسے را دلِ شادان و لبِ خندہ زن ست / چہ بمعنی و چہ صورت چہ بسرّ و چہ علن

دل کہ پرویزنِ خوں بود ز دیدہ کنوں / خندہ از شوقِ الم بخیہ ریزد بدہن

طرفہ ہنگامۂ سور ست کہ از گرمیِ آں / شمع را اشک بود سرد کہ افتد بہ لگن

خندہ انگیز نشاطے کہ چو حرفِ خندہ / یک لب از سور ہم نامدہ ہنگامِ سخن

مدحتِ بادشہ و جشنِ مسرت افزا / بیش از آن ست کہ آید بنوشتن و گفتن

بہتر آں ست عنان کز رہِ اخلاص و نیاز / لب کشایم بدعا گرچہ نہ بود دست دہن

تا قیامت بسلامت بکرامت باشد / یا رب ایں آصفِ جمشید حشم شاہِ دکن

تنِ بدخواہ بدامِ اجل افتد ز عروق / رگِ جاں باد کمندِ اجلش در گردن

بر لبم حرفِ دعا بود کہ فرخندہ سروش / بست اندازۂ تاریخ و بگفتا با من

مصرعے گو کہ میتا ز رہِ جل سال برآر / جشنِ سالِ گرہِ شاہِ جہاندارِ دکن

۱۶ ۱۳ھ

قصیدہ

در تہنیتِ سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضورِ پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

دگر بہار بیاراست بزمِ بستاں را / برنگ و بوئے دگر ساز داد ساماں را

پئے نگارِ گلستاں برنگِ ہشت بہشت / بکار داشتہ چوں نقشبند رضواں را

بشرق و غرب کشیدست بادِ نوروزی / بلند خیمۂ ابر و طنابِ باراں را

بطاقِ ابر دہادم چو تیغ نوبت زن / دوالِ برق زدہ کوسِ رعدِ غرّاں را

به پیش رفعت و سنا برست همچو خشت   بهشت جنات جهان جاید طاق ایوان را
ز سبزه بسته زمرد تماشش گشته درست   بساط مخمل سبز رنگ کاشان را
زهی لطافت سبزی که مخمل کاشان   کند خیال که بیند بخواب کاشش آن را
چو نقشهای نهالی ز نو رسیده نهال   فگنده بوقلمونی بساط الوان را
زمین تمام تو گوئی سفال ریحان ست   ز بس که کرده هوا سبز تخم ریحان را
کمال قوت خود کرد نامیه در فعل   نماند زیر زمین گل فضای امکان را
کنون چو خار بدل می خلد اگر خوانی   زمین گل بدل گل زمین گلستان را
بصدر باغ که لبست تازه آئینش   چو بارگاه سلاطین روی کیهان را
سریر سبز زمرد نگار شاخ نهاد   جلوس میمنت خسرو گلستان را
فلک قطیفه سریر سرست تا بست و نیاز   نه سر باد چو تخت روان سلیمان را
نشست خسرو گل بر سریر باغ چنان   که آفتاب سر تخت سپهر گردان را
چمن ز گرمی بزم هست خرگه خرشید   در آسمان و زمین فرق نیست دوران را
وزیر اعظم گلزار سرو پایه بلند   بخدمت آمده چون ماه مهر رخشان را
دبیر خسرو گل نرگس در دست قلم   گرفته همچو عطارد بکف قلمدان را
بهار دید که ناهید ناظر مهر ست   بخواند ناظر گل عندلیب بستان را
لسان ترک فلک میر لشکر باغ ست   بدست خنجر از آن ست بید لرزان را
بر سیه لاله بر مسند وقتی چو قاضی چرخ   که صدر آمده دار القضای بستان را
نهال تاک که میر عمارت ست آمد   فراز طارم و ایوان نمود کیوان را
امیر آتش گلشن چنار آتش بار   پی شکست خزان چون شهاب شیطان را
بتان سبزه بکف چون سماک رامح چرخ   بلند ساخت صنوبر نشان سلطان را
بشاخ تاک چو قندیل خوشه انگور   بجای عقد ثریاست بزم بستان را

براهِ صحنِ چمن سبزه کهکشان آمد
برای چرخ سراپرده زد خیابان را

ستاده جمله امیران پای تختِ چمن
چو روشنان ثوابت سپهرِ گردان را

شقایق و سمن و جعفری و نافرمان
ستاده اند که از جان برند فرمان را

گلِ هزاره و صدبرگ و صدهزار دگر
کسے شمار کند تا کجا هزاران را

شگفت ماندم و گفتم که طرفه انجمن ست
بطرزِ تازه طرازیکه بسته اند آن را

مگر ز انجمنِ انجمِ فروزنده
باستعاره گرفتند ساز و سامان را

بهار گفت بمن این گلِ دگر بشگفت
که خنده هاست ازان بر تبخِ تو تبان را

متاعِ رونقِ بزمِ چمن که از شوقش
بشد عنانِ صبوری ز کفِ دل و جان را

کرشمه ایست ز بزمیکه خود سپهرِ برین
برد بگدیه پئے سازِ بزم سامان را

بهارِ عالمِ جان بزمِ جشنِ سالگره
که تازگی ست ازو بوستانِ امکان را

خجسته بزمِ شهِ جم حشم که در دورش
کسے بیاد نیاورد خان و خاقان را

نظامِ ملکِ دکن شهریارِ آصف جاه
که یادگار بود آصف و سلیمان را

خدایگانِ سلاطین که آستانهٔ او
چو کعبه قبلهٔ حاجت شده شاهان را

زہے سپهرِ معالی که در صفِ خیلش
علم بدوش بود آفتاب تابان را

سپهر قصر و ثریا محل قمر منزل
که ساخت ست چو کیوان بلند ایوان را

گذشته است ز افلاک رفعتِ شانش
بود مدار مدارش چرخِ گردان را

خجسته کوکبِ بختش بماهِ میلادش
فزود گرچه سعادت چو مهر میزان را

دهد بغیر ترازو و نیک بد سنجد
که مهر مهرِ دهش برگرفت میزان را

بروزگار همه دانش ز بیخ افتاد
اصولِ فلسفهٔ دانشورانِ یونان را

نعیمِ حکمتِ حقش که خوانِ الوان ست
نواله ز نوالش رسید لقمان را

نشاند غیرتِ جودش بخاک بحرِ محیط
فشاند خون بجگر لعلِ بدخشان را

ز جود اوست که تحصیل حاصلش داند — گدا که خواسته تحصیل حاصل کان را
بروز جود چو احسان خود اسائت غیر — بخاطرش نبود جز دو کار نیسان را
مکارمش بر عایای دولت ست عمیم — چه با نهال و گیاه و گل ست باران را
یکی بصورت تمثیل بهر این دعوی — بود دلیل که بس آمدست برهان را
بباغ عامه بزم سرور سال گره — نهاد عام رعایا قدوم سلطان را
بلای شاه بچینیم که همچو ابر بهار — رسید قطره زبان آب داد بستان را
قدوم بادشه مهربان به مجلس عام — فزون ز محفل خاصان نمود خاص آن را
زبان حال رعایای شاد مند آمد — سپاس گوی قدوم خدیو گیهان را
به سمع آن که ادا ایش بطرز خاص آمد — صلای عام بگوییم گوش یاران را
ز مصر یوسف صاحب جمال جان افزا — بجلوه ساخته روشن سواد کنعان را
گذر فتاد ببالین گر مریض حزین — مسیح چاره گر جان ناتوانان را
رسید روح روانی که زنده شد امید — تن ضعیف و نحیف فسرده پژمان را
ملول غمزده را به کلبه احزان — رسید عید مسرت فزای گیهان را
الم کشیده سی روزه یافت بر لب بام — هلال عید نشاط آور دل و جان را
به تیره منزل مور ضعیف روی آورد — مگر قبول ضیافت شده سلیمان را
بجای ذره بیتاب خسته خاک آلا — نزول جاه و جلال ست مهر رخشان را
زمین طالع روشن به تیره منزل شب — قدوم فیض لزوم ست ماه تابان را
ز بخت تشنه تفیده کام تفته جگر — رسیده تا لب خود یافت آب حیوان را
به جنبش آمد و از مهر در کنار کشید — چو دل بقطرهٔ بی آب سوخت عمان را
سحاب بحر نوال آمد و به قطره زد دن — رسانده آب کرم کشت زار دهقان را
دهان ام که پر از آب بود پرورشد — چو یافت تشنه صدف آب ابر نیسان را

فگند سایهٔ او از خاک برگرفت که بود	سرشته شبنم بجائے آب مهرِ تاباں را
بهار آمد و از ابر تازه کارے کرد	نهال ساخته افسرده باغ و بستاں را
بدوش باد صبا گل در آشیاں آمد	نخواند گو بچمن بلبلِ ثنا خواں را
زهے سپاس گزار و خهے سپاس پذیر	که باب آمده هر یک سپاس شایاں را
غنی ز طول سخن با دعائے شه پردازم	که نیست تاب ازیں بیش طبع شاهاں را
همیشه تا به فلک بزم ثابت و سیار	بود ز خسرو انجم خجسته دوراں را
خجسته بزم بود از نظام آصف جاه	سپهر و مهر و زمین و زمان و کیهاں را

ترجیع بند

در تهنیت سالگره

الٰهی تا رسالت فخر باشد نوعِ انساں را	الٰهی تا بود فخر رسلؐ خاتم رسولاں را
الٰهی تا بود وحی منزل وصف قرآں را	الٰهی تا بقرآں سی و چار امر ست یزداں را
الٰهی تا بود تصدیق اصل ارکانِ ایماں را	الٰهی تا نماز آمد عمادِ دینِ مسلماں را
الٰهی تا زکاتِ زر بود حقّا نصاباں را	الٰهی تا طوافِ کعبه باشد حج گزاراں را
الٰهی تا بود سی روزه مقرونِ چار ارکاں را	الٰهی تا مبارک سی و چار ست اهلِ ایماں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاه محبوبِ علیخاں را

چو در دنیا رسولِ رحمت للعٰلمین آمد	فراواں فرخی در عالم دنیا و دین آمد
طفیلِ عشرهٔ کامل ز اصحابِ کرام او	لوائے دولتِ اسلام فیروزی قریں آمد
ز نه ازواجِ پاک و چار دختر آفتاب اختر	ظهورِ خیر و یمن ذاتِ ختم المرسلیں آمد
امام یازده از آلِ پیغمبر که هر مرد و هم دوش	چو طوبیٰ راستیں جده چو فردوس بریں آمد

الٰہی تا زمین آفتاب احمد مرسل — مبارک این چہار و سی بحال مومنین آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را

مبارک تا بود نوروز رنگ افروز گیہان را — مبارک تا بود برج حمل خرشید رخشان را
مبارک در ثریا تا بود بہر قمر منزل — مبارک تا بخوشہ تیر باشد چرخ گردان را
مبارک تا بہ برج حوت رقاص فلک آمد — مبارک تا زبہرام فلک جدی ست دوران را
مبارک سعد اکبر تا بود در خانۂ سرطان — مبارک تا شمار و نحس اکبر برج میزان را
مبارک تا بہ نسبت و ہفت منزل ہفت اختر شد — مبارک تا بود این سی و چار اختر شناسان را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را

درار زنگی کہ نقاش بدیعش کردگار آمد — عقول عشرہ نقش اولینش در شمار آمد
دگر آن جوہر ارزندہ نفس ناطقہ کو را — حواس عشرہ در ادراک جزئی دستیار آمد
پس آن جوہر قابل کہ میخوانی ہیولایش — ہر دو صورت جسمی و نوعی سازگار آمد
سہ پس جسم طبیعی کین سہ جوہر کرد تعویضش — پس این جملہ نہ جنس و عرض بر دے کار آمد
الٰہی تا جہان نفس و آفاق را ز اول — ہمایون و مبارک این ہمہ سی و چہار آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خان را

بود تا عالم اجسام را اجزائے جسمانی — نہ نہ افلاک گردان و ز ہفت اختر اگر دانی
دگر اربع عناصر کآب و آتش خاک و باد استی — سپس آن چار کیفیت کہ شد با چار ارزانی
موالید ثلاثہ کآید از ترکیب چار عنصر — جمادات و نباتات و ہمہ انواع حیوانی
سپس آن ہفت اقلیمی کہ شد در حکم ہفت اختر — چو اقلیم دکن در حکم محبوب علی خانی

غنی تا ہست زیں سی و چہار شاں کہ بشمردم | نظامِ عالمِ اجسام از تقدیرِ یزدانی
مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

بیا کہ در دکن آں فصلِ برشگال رسید | کہ آبِ سال بفردوس زآبِ سال رسید
اگر نہ گلشنِ دنیاست سرزمینِ دکن | اگر نہ روضۂ عقبیٰ در اختیال رسید
چرا نسیم ز فردوس ہر سحر آمد | چرا شمال بہر شام از شمال رسید
دکن شدست بہشت بریں تمام و کمال | بباغ و راغ نضارت چو بر کمال رسید
صبا بشوق تماشائی باغ و بستانش | ز شرق رخت سفر بستہ چوں شمال رسید
بشست و شوی زخش باغ طشت حوض آورد | سحابِ مشک بدوش و بدستمال رسید
گزشت سال سیاہ و سحاب سرخ و سپید | بسبز کردن ایام برشگال رسید
گریست ابر بہاری و باغ شد خنداں | خوش ست گریہ کہ از بہر خندہ فال رسید
سحاب اشک فشاندہ چو دیدۂ یعقوب | صبا چو نکہتِ یوسف خجستہ فال رسید
سحاب معجزہ انگیخت بر خلافِ خلیل | کز آب آتشِ گلشن باشتعال رسید
متاعِ آب رسیدست صنعتِ داؤد | زرہ زباد چو بر موجۂ زلال رسید
ز بسکہ ابر شب و روز ہفتہ بار آمد | بسر د طراوتِ او تا بماہ و سال رسید
بہ پیش ابر سیاہے پسِ سپیدۂ صبح | نہ شد سفید سیاہی کہ از لیال رسید
سحاب بود چو ستسقیِ بہ نشترِ برق | ہوا کشاد رگِ ابر کہ باعتدال رسید

سحابِ چون زنِ هندو سبو که بر سر داشت / شکست و رعد گواهی برین مقال رسید

ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری / هلال نیز ز مشکش بانهلال رسید

چنان فزود بهر جدول آب ابر امسال / که در جداول تقویم پار سال رسید

چو آبِ خضر بظلمات آب ابر سیاه / حیات بخش گیاه و گل و نهال رسید

چو صبر در دل عاشق چو آب در غربال / نماند در کفِ ابر آنچه از زلال رسید

ز فیض بارشِ باران چو رند تر دامن / به خشک دامن زهاد هم بلال رسید

چنان رطوبتِ باران و باد تعدیلی ست / که زهد خشک ریائی باعتدال رسید

چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی / که تر شدست چو باران با بقال رسید

ازین که باد چو باد مسیح جان بخشاست / از آنکه آب چو آب خضر زلال رسید

نبات را به تن مرده روح تازه دمید / نهال سبزه خضروار دیر سال رسید

ز کارگاهِ بهاران قماش گلبن باغ / بسرخ کرتهٔ شبنم بسبز شال رسید

بسر کشید ز ابرِ سیاه بالاپوش / که زیر پوشش خود از سبزهٔ نهال رسید

چنان بخشک و تر آمد ظهور نشو و نما / که برگ و بار بشاخِ سرِ غزال رسید

بر آمد از قفس خاک طوطیِ سبزه / ز کوهسار چو زاغ تذرو بال رسید

قوای نامیه از بس که سخت کار آمد / رسید میوه هماندم که بر نهال رسید

سحاب و رعد و چمن خلد و صور اسرافیل / که هر دمیدهٔ نوزش جوانه سال رسید

فغان رعد ز هجرِ رباب بود و کنون / رباب و رعد بهم نالد از چه حال رسید

همه نهال ز آبِ سفید سبز آمد / تمام سبزه ز ابرِ سیه نهال رسید

بروی نرگسِ خوابیده آب زد چو سحاب / سبک ز خواب گران جست و پیش بحال رسید

شد از نجوم پر انواع خیره رای حکیم / که کهکشان ز خیابانش در خیال رسید

چنان شمیم ز سنبل شده ست عنبر بار / که نافه خون شد و خون در دل غزال رسید

بود زمینِ گلستان بگونه شجر — نهالی ز نشجر که از نهال رسید
کشید درّ نجوم انجه شب برشتهٔ صبح — زدستِ ابر بهاری باختلال رسید
هو اگسست همه دستهائے مروارید — ز ابر گرچه بسے رشتهٔ لآل رسید
چناں که دست گهر بارِ شاهِ دریا دل — فشاند هرچه ز دریا به بیت مال رسید
خدائگان سلاطین خدیو داد گرائے — که داد دریش ز دادار بیهمال رسید
نظامِ ملک دکن شهریار آصف جاهْ — که ملک و جاه بوی از ملک تعال رسید
جنوب رشکِ شمال آمد از شمائل تو — دماغ ملک دکن را ازین شمال رسید
رسید مین دکن شعریِ یمانی را — که در فروغ به از شعری شمال رسید
تو آن خجسته خلف بوده کز اسلافت — هر انچه بود به ماضی ز تو بحال رسید
خصائلِ تو نبود ست حدِ هیچ بشر — مگر فرشته تواند بدین خصال رسید
تو یوسفِ دگری ورنه یوسف کنعاں — کجا به مصر عزیزے بدین جمال رسید
سپیدیِ که سیاهی بر آفتاب دست — ترخِ سپید ترا از رهِ جمال رسید
تو سرخ روی از انی برنگ لالهٔ آل — که در درونِ تو حبِّ علیؑ و آل رسید
بدهر کیست نظیرت بعاشقی علیؑ — که شد محبّ و محبوبی از کمال رسید
دلت تجلق و تجالق ضمیر متصل ست — برنگِ مستتر و بارز اتصال رسید
زباں کمید چو نام تو بر لباں آمد — رواں شگفت چو بوئے تو در خیال رسید
مآثرِ تو چو سیارها لبا رُخ خلق — بشام و صبح و شب و روز و ماه و سال رسید
طمع که از غمِ مال و منال می نالید — کفِ تو گفت که اینک منال و مال رسید
ز شوکتِ تو فریدوں هند لطاق شکوه — ز هیبتِ تو ترا جاه پورِ زال رسید
بقدر جاه بلندت رسید کے کاؤس — بخیل تو چو کیهان و کو تو ال رسید
چنین جلالت شانِ جہاں جلیل شکوه — ترا ز لطفِ خداوند ذو الجلال رسید

زبخت و تخت بلند تو دام ظلمها — خجستگی پی ظلِّ هما بفال رسید
دو جوهرست ز دریا و تیغ دست ترا — بدوست و دشمنت از صلح و زجدال رسید
مکارم تو ز دلهائے خلق پاک ببرد — کدورتیکه ز ظلمِ سیاه سال رسید
بمال ناطق و صامت چنان کرم کردی — که لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید
زسیم خام و زر پخته اش بدل کردی — بدل ز قحط اگر ملک را ملال رسید
گدا ز جود تو از زنده چون گهر آمد — گهر ز دست تو ارزان تر از سفال رسید
ز دست راد تو جوهر نهفت گرچه به تیغ — بگوش و گردنِ بدخواه در قتال رسید
بقرص نان مه و مهر هر صباح و مسا — سپهر بر سرِ خوانت چو تو شمال رسید
محاسب ار نه شده از کفِ تو مالامال — چسان بقاعده مال و مال مال رسید
صریرِ کلکِ تو آمد بگوش جذر اصم — ثنای منطق تو بزبان لال رسید
حرام از همه آمد ولی کرامت هست — که سحر از قلم معجزت حلال رسید
سواد خامهٔ صورت طراز مشکینت — بروی شاهدِ معنی چو خط و خال رسید
چکد ز کلکِ سیاهت نکات رخشنده — چنانکه ز ابر سیه عقدهٔ لآل رسید
سواد روی زرافشان او کند روشن — که رشحهٔ قلمت بر رخِ لیال رسید
عطارد از قلمِ تیره ات سواد گرفت — قمر ز رای منیرِ تو بر کمال رسید
بخط خامهٔ خرشید بر بیاض سحر — سواد نسخه رایت بانتقال رسید
زمین شعر و سخن مرده بود و از نفحت — به رنگ زنده بریعان آبسال رسید
عروسِ شعر ز مشاطگی دولتِ شاه — بحسن شکل و شمائل پری مثال رسید
مگو که حور بهشتی ست یا پری تمثال — پری و حور نخواهد بدین دلال رسید
نه در هرات علی شیر کرد هر منقش — نه از نظام سرش را بطوس شال رسید
نه نسبت حلّهٔ سنجاب بر قدو خ سنجر — نه در ایازیِ محمودش این جمال رسید

نگردد دولت فیروز غازهٔ رویش | نه بر منصهٔ بهرام از جمال رسید
تبارک الله ازین جم نظام آصف جاه | بزیب قامت و رخسار و زلف و خال رسید
ز آبداری معنی و آبیاری کلک | زمین شعر تو پر از گل و نهال رسید
ضمیر پس نگر و رای پیش بین ترا | خبر ز ماضی و از حال و از مآل رسید
محال آمده ممکن ز فیض ایجابت | ز انشاء تو ممکن بصد محال رسید
چنان ز تیغ تو جسم عدو شده ست دو نیم | که صورتش ز یک موی بانفصال رسید
بریده است عرض را حسامت از جوهر | عرض اگرچه ز جوهر باتصال رسید
ز بید برگ تو لرزان چو برگ بید آمد | عدو ز زندگی خویش در وبال رسید
برنج زنده چو ماند بمرده می ماند | برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید
عدو اگرچه نه سنجیده بود موزون شد | ز خنجرت چو به تقطیع در قتال رسید
کجا رسد بتو افراسیاب روئین تن | که پور زال به پیشت چو پیر زال رسید
سبک عنان اجل شد گران رکاب اجل | چو رخش عزم تو در رزم بدسگال رسید
عدو فگند سر خود که حجت قاطع | حسام تیز تو بر دعوی قتال رسید
ز ضرب تیغ تو جوزا دو پیکر افتاده ست | که شیر چرخ به پیش تو چون شغال رسید
ز سهم گرز تو گاو فلک حمل افگند | سهام قوس ترا در اسد نضال رسید
بر آفتاب تب و لرزه از تو در خاور | بقطب سکته ز بیم تو در شمال رسید
فضای چرخ سنان ترا مجالی برق | بساط خاک سمند ترا مجال رسید
رکاب رخش ترا ماه و آفتاب کشید | بسم سمند ترا نعل از هلال رسید
ز نیزهٔ تو سماک اعزل آمده رامح | ز قهر تو شرف مهر را وبال رسید
به کاخ جاه تو قصر زحل چنان کوتاه | که صدر صفهٔ ترا او در صف نعال رسید
ز مهر تست که بر جبین میمنت دارد | ز قهر تست که خرشید را زوال رسید

ببارگاہِ رفیعت کہ کوسِ او چرخ ست   شہاب ثاقب رخشندہ چون دوال رسید
ز اوج روے بہ پستی نہاد و نازل شد   بآفتاب چو از امرِ تو نزال رسید
بلوحِ فکرِ تو محفوظ یک قلم آمد   ہر آنچہ لم یزل و ہر چہ لایزال رسید
ز انکساف و زوال و وبال مہر سپہر   چسان شبیہ برائے تو در خیال رسید
ز انخساف و محاق و کلف بہ ماہ فلک   چگونہ روئے نکوئے ترا مثال رسید
کجا رسید بدور سپہر مہر ز راہ   چنانکہ ز ہود عہد تو بے زوال رسید
زمین بناز کہ صدرِ زحل محل آمد   زمانہ شاد کہ شاہِ فلک محال رسید
فلک برقص ز دور قمر کہ سال گرہ   برائے جشن شہِ مشتری خصال رسید
نمود منطقۂ خویش رشتۂ سالش   ز نقطۂ حملش عقدہ حسب حال رسید
وان یکاد پئے سال حال باید خواند   کہ فرخی و فراخی بحال سال رسید
غنی خموش چو من از تو قافیہ تنگ ست   زمین شعر ز الطا بپائے مال رسید
ز دل برائے دعا دست بستہ لب بکشا   کہ وقتِ تہنیتِ جشنِ نیک فال رسید
شہا سپہر جنابا ترا مبارک باد   مسرتے کہ پیاپی و پنج سال رسید
بود مبارک و مسعود و میمنت آمود   نشاط جشن کہ بر عین عید دال رسید
بطولِ عمرِ تو پیوستہ باد عرض حیات   چو طول جسم کہ عرضش باتصال رسید
خجستہ باد بتو جشنہائے سال گرہ   مدام تا گرہِ رشتہ بہرِ سال رسید
عقود رشتۂ عمرت ز کہکشان و نجوم   زیادہ باد و نہ چندان کہ در خیال رسید
ثناگرِ تو غنی ہم کش ز مال کیسہ پرست   چہ مال آنچہ کہ در دامنِ کمال رسید
کناد تہنیت جشن شاہ تا گویند   تونگری بدل آمد نہ آن بمال رسید

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ ہمایوں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ

باز در قالبِ بے جان جہان جان آمد   باز در جانِ جہاں ذوق بہیجان آمد

باز ایام سرور و طرب آغاز نہاد   باز دورِ الم و رنج بپایان آمد

باز غم را ز مسرت رہِ افتاد بدل   باز اندوہ ز شادی ہمہ با جان آمد

باز تیرہ شبِ غم رخت ز عالم برداشت   باز روشن سحرِ عیش نمایان آمد

باز بر گلبنِ اُمید گلِ تازہ دمید   باز در باغِ امل فصلِ بہاران آمد

باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل   باز در گریہ زدن ابر ز باران آمد

باز بشگفت بہارِ چمنستانِ جہاں   باز بلبل بہوائے گلِ خندان آمد

باز قمری بسرِ سرو نوائے عشاق   راست سر کردہ بآہنگ صفاہان آمد

باز بر اوجِ حصول اخترِ اُمید دمید   باز در شیب عدم طالعِ حرمان آمد

باز در طالعِ تیر ست عیان سہم الغیب   باز برجیس بناہید بسرطان آمد

باز در حوت پئے زہرہ قرانِ ماہی ست   باز در برجِ حمل مہرِ درخشان آمد

باز شد عطرفشاں صندلِ صبحِ نوروز   باز مشکِ شبِ گل غالیہ باران آمد

باز ناساختہ کافورِ سحر آمد و شام   باز ناسوختہ عودی ست کہ سوزان آمد

باز آں ماہِ نشاط آورِ طبع و خاطر   باز آں سالِ فرح بخشِ دل و جان آمد

بلکہ آمد مہِ میلادِ حضورِ پُر نور   باز سالگرہِ آصفِ دوران آمد

میر محبوب علیخاں کہ بتختِ شاہی   نام او تاجِ ملوک افسرِ شاہان آمد

آں نظامِ دکن و آصفِ دوراں کز وے   رونقِ گیتی و آرایشِ کیہان آمد

جم حشم خسرو دوران که بتاج و به نگین ‌‌ طاق گشته به جهان جفت سلیمان آمد
از عطای تو پر آب ست دهانِ دریا ‌‌ وز کف راد تو خون در جگر کان آمد
تا ز خاکِ قدمت آیدش آبی در دست ‌‌ پا ز سر کرده براهست و در غلطان آمد
ابر بخشید اگر آب ز دریا سهل ست ‌‌ دست از کیسهٔ خود چون گهر افشان آمد
موج باشد ز کفت لطمه بروی دریا ‌‌ لعل بیگانه ز دستت بدل کان آمد
از عطای تو که بارانِ گهری بارد ‌‌ گوهر آن قدر گران گشت که ارزان آمد
آب در دیده شد از دست تو بحر عمان ‌‌ خاک بر سر ز کفت کان بدخشان آمد
خیره از روی دل افروز تو چشم خرشید ‌‌ تیره از روی خوشت چشمهٔ حیوان آمد
سرو شد از عرقِ شرم قدت پا در گل ‌‌ گل ز رشکِ رخ تو چاک گریبان آمد
بهرِ خلق تو ز گیتی همه ذکر احسن ‌‌ وز کفت بهرهٔ گیتی همه احسان آمد
سبز شد از تو سپید و سیه لیل و نهار ‌‌ که سپید و سیه را جود تو یکسان آمد
گرد تار رشتهٔ جان داشت ز سهمت عجب ‌‌ رشتهٔ عمر عدو رشتهٔ بیجان آمد
سال خورده شد از رای تو تقویم سپهر ‌‌ گاو خورد است اگر دفتر دوران آمد
شمع افروز شبستانِ جمالِ تو قمر ‌‌ پرده دار درِ ایوانِ تو کیوان آمد
یک کمان دار تو ترکِ فلک آمد از قوس ‌‌ یک علم دار تو خرشیدِ درخشان آمد
هم کمر بسته ات از منطقه آمد جوزا ‌‌ هم عطا سنج تو ناهید ز میزان آمد
هم ترا قاضیِ چرخ آمده صدرِ اعلیٰ ‌‌ هم دبیرِ فلکت صاحبِ دیوان آمد
شاه برجیس شمع از پی این سالگره ‌‌ کوکب پیش رس صبح بهاران آمد
حبذا سال نکو فال که از مقدم آن ‌‌ بدهن خنده بدل عیش به تن جان آمد
همه را دیده پر نور و دل مسرور ست ‌‌ همه را طبع خوش و خاطر شادان آمد
نکتهٔ تازه شیرین بزم کز ذوقش ‌‌ آب اندر دهن طبع سخندان آمد

که پئے سال گره رسم بود از اول   کاخرِ سال و گره از پئے حساب آمد
لاجرم زآخرِ سال و گره از روئے جمل   سی و پنجم عدد سال نمایان آمد
در همه سال دو ماهی بود از نام ربیع   کان بمیلاد دو دو محبوب نبی یزدان آمد
اول آمد پئے محبوب خدائے دو جهان   آخرش در طرفِ آصفِ دوران آمد
ده و دو آمده اعداد عدا از روئے جمل   حد بمعنی طرف و خاتم و پایان آمد
پس ده و دو شده میلاد ختامِ مرسل   کو حد و خاتمه و ختمِ رسولان آمد
نصف آن شش پئے میلاد نظامِ سادس   شاه جم مرتبه محبوب علی خان آمد
خسروا دیر بمانی که نگهداشتهٔ   رشتهٔ نظم که شایان پئے شاهان آمد
ز انتظامت دُرِ منظوم بود نظمِ سخن   زان نظامِ دکنت نام به برهان آمد
به نثارِ تو غنی گوهر شهوار مدیح   کرد در رشتهٔ کان رشتهٔ رگِ جان آمد
نظمِ من عقدهٔ منظوم نماید ز نظام   نے بود عقدِ ثریا که پریشان آمد
گر قبول تو فتد دُر و رتبا شد که گهر   بهرِ اقبال شهان لائق و شایان آمد
خاصه رخشنده دُرِ نظم که از گوهرِ پاک   دُرة التاج پئے حضرتِ قرآن آمد
زانکه این جوهرِ ارزنده که جنسِ عالی است   از برِ عرش بدل بردنِ شاهان آمد
این عقیقے ست بصد خون جگر پرورده   نے عقیقِ جگری کز دلِ هرکان آمد
لعل یک قطرهٔ خون ست فرو بسته بسنگ   دین و صد خونِ جگر ریخته در جان آمد
نظم جان آمد و مرجان جهان است حیات   مرده خون نیست که لعل و دُر و مرجان آمد
زان براه طلبش صد چو منی را بینی   که غنی بودهٔ در خیل گدایان آمد
تا بود رشتهٔ دوراتِ فلک سردرگم   تا که نوروز در این رشته گره‌سان آمد
گرهٔ رشتهٔ عمرت بطلوعِ مه و مهر   باد آن نقطهٔ مشرق که هزاران آمد

قصیده

در تهنیت سالگرهٔ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور

ایا خدیو جهان و خدایگانِ بشر — ایا قباد قدر جم حشم فریدون فر

توئی که کاتبِ سر دفترِ قضا و قدر — نوشت از پئے امرت که با قضاست قدر

توئی که خامهٔ قدرت بدفترِ تکوین — نگار بست ز نامِ تو بر سرِ دفتر

توئی خدیوِ ثریا علم سپهر سریر — شه ستاره حشم ماه چتر و مهر افسر

بلشکرِ تو سماکِ سپهر چون رامح — بموکب تو دو پیکر طلایهٔ لشکر

برزمگاه تو بهرام کمترینه سوار — به بزمگاه تو زهرهٔ کمینه خنیاگر

بدفترِ تو پئے مشتری قضاے امور — بحکمِ تو عطارد محافظ دفتر

به تخت همچو سپهری به بخت چون ناهید — برای راست چو تیر و برو نکو چو قمر

به نیزهٔ تو سماک و بمنطقه جوزا — بر خش ماه منیری به تیغ مهر انور

بر آسمانِ نکوئی مهِ چهار دهٔ — به برجِ طالع فرخندهٔ تو سعد اکبر

شد از جلالِ تو مهرِ فلک اسیر زوال — شد از جمال تو ماهِ فلک ز شهر بدر

سپهر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار — زمان و رای تو یک منطقه دگر محور

حطیم کعبهٔ قدر تو گنبدِ دوّار — حریم کوشک جاه تو ساحت اغبر

بلند پایهٔ قدرت ز اوجِ نُه طارم — بزیر سایه لطفِ تو کوشکِ ششدر

نه از اطاعت طبعت زمانه راست گریز — نه از اطاعت امرت سپهر راست گزر

سبک عنان تو دیده فلک گزید مسیر — گران رکاب تو آمد زمین گرفت مقر

یگانهٔ که در ین شش جهت بود رایت — مدار گردشِ نُه آسمان و هفت اختر

زضرب نیزهٔ خطّی تو سماک اعزل   زخطِ کلک سیاه تو تیر چرخ ابتر
ستاره راست رضاجوئیت مدار و مسیر   سپهر راست وفاق تو مرکز و محور
دو پیکری ست بعالم شهنشه و بهرام   یکی ست پیکر جوزا و پیکرت به کمر
نفاذ حکم تو مبرم بود برنگ قضا   قضای امر تو محکم بود مثال قدر
ز بخت سبز تو قصرت به نزهت و فسحت   بهار روضهٔ خضرا و گنبدِ اخضر
قوی سپهر که هرکس بزیر گردش اوست   به پیش حرکت کلکت شدست زیر و زبر
بلند نعرهٔ فتح قریب شد ز فلک   چو خواند آیهٔ نصر من اللهت خنجر
دمادم ست صدای قدم از کوست   مباد کاو فتد از پای گنبدِ بیدر
اجل ز کوکب بخت و سرِ عدو سازد   بدفع چشم ز تیغت سپند در مجمر
فروغ دیدهٔ عقلی فراغ خاطرِ فکر   صفائی سینهٔ علمی جمال روی هنر
به پیش رائ زرینت که عقل فعال ست   چو خمسهٔ متحیر بود عقول عشر
یگانه جوهرِ جسمی و نوع تو عالی ست   که سافلند ز نسبت عقول در جوهر
خدیو جم حشمی شهریارِ آصف جاه   نظام ملکی و فرخ فر و فرشته سیر
نظام ملک از آنی که گوهرِ پاکت   بود ز رشتهٔ نظم فریدِ گنج شکر
کریم طبع ترا مهر و مه بود بنده   عظیم لطف ترا بحر و کان بود چاکر
زهی سخای تو با هر کسی چه شه چه گدا   زهی کنوز تو در هر مکان چه بحر چه بر
زهی عطای تو در هر کفی چه پر چه تهی   زهی نقودِ تو هر گونه چه سیم چه زر
زهی دعای تو در هر دلی چه خسته چه شاد   زهی هوای تو در هر درون چه سینه چه سر
زهی دعای تو در دهمه چه شیخ چه شاب   زهی ثنای تو بر هر لبی چه خشک چه تر
ز آستین تو بذلی بود عقول لآل   ز آستانِ تو خاکی عبیر و عنبرِ تر
بفضل ابر مطیری ببذل بحر محیط   بطینت آب زلالی بطبع همچو مطر

گفت بعالم اتصالِ ابرِ لولو بار قدرت بہ گلشنِ اقبال نخلِ بارآور
بدستِ تو چہ بود بحر قطرۂ بے آب برائے توجہ بود مہر ذرۂ احقر
بعہدِ عدل اساسِ تو فتنہ از سرِ خود نہادہ است کلاہ و کشادہ است کمر
بروشگفتہ بہاری بہ بوئے شمیم بہشت بخوئے مشکِ تتاری بخلق عنبرِ تر
ز رشکِ لعلِ تو آتش فتاد در یاقوت ز غیرتِ سخنت غرقِ آب شد گوہر
حلیم ہمچو زمینی صفا چو آبِ حیات سبک چو بادِ بہشتی لطیف چون آذر
یگانۂ تو میانِ ملوک ہفت اقلیم چو در میانۂ اعراضِ تسعہ یک جوہر
فضائے طبعِ لطیفت چو صحنِ باغِ بہشت صفائی طینتِ پاکت چو چشمۂ کوثر
خصائلِ تو ز نزہت حدیقۂ ریحان شمائلِ تو ز نکہت شمامۂ عنبر
مشام راست ز خوبیِ شمیم تو روزی نظارہ راست ز رویت نضارتِ منظر
بود ز قہرِ تو ذرہ بقامتِ خرشید بود ز فیضِ تو قطرہ بہ قیمتِ گوہر
بخردی تو و بقراط عاقل و باقل بمردی تو و حاتم حُباحب و جعفر
ثنائے تست بہ لبہائے یک جہان ظاہر دعائے تست بدلہائے عالمے مضمر
جمال ملت و ملکی کمالِ دانش و دین زوالِ کفر و نفاقی وبالِ فتنہ و شر
امامِ دینِ حنیفی نظامِ دولت و ملک عصامِ خلق جہانی قوامِ فتح و ظفر
قوی ست پشتِ تو زین کہ دستیاریِ تست ز بازوی اسد اللہ حیدرِ صفدر
بذاتِ پاکِ تو باشد کہ جاودانی پناہِ ملتِ اسلام و شرعِ پیغمبر
فزودہ رتبۂ خطبہ ز نامِ والایت بلند گشت ز پائے تو پایۂ منبر
صریرِ کلکِ سیاہت بزم و رزم بود صدائے نالۂ تیر و نوائے نغمۂ تر
سوادِ نامۂ کلکت ہزار بار بہ است ز جامِ جم کہ ندارد ز خطِ جور اثر
نقوشِ کلکِ تو در دیدۂ اولی الابصار فروغِ دیدۂ بینش چراغِ چشمِ نظر

سوادِ کلکِ تو کاں سرنوشتِ پیشانی ست / شبے برات بود مید ہد ز خیر خبر
بزیر رانِ شہِ کامران بروزِ دعا / بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر ببر
عقاب وار بباد و شمال وار بخاک / نہنگ وار بہ بحر و پلنگ وار بہ بر
بقامت ابر محیط و بپویہ بارانی / بہ جَست ہمچو درخش و بصوت چوں تندر
سمش زماه نو و آخورش ز کاہکشاں / لجام او ز ثریا ستام او از خور
جہاں نورد چو افلاک گرداں چوں تیر / دلیل رہ چو ثوابت شتاب و چو قمر
عقاب منظر و طاؤس رقص و کبک خرام / ہمائے طلعت و سیمرغ بال و عنقا پر
دم صعود و نزول ست ہمچو آتش و آب / گہ درنگ و شتابی چو خاک و چوں صرصر
رود بپویہ بیک گام تا بحدِ نگاہ / چو باز گشت پس آید از دو گام نظر
سپہر منزلتا آفتابِ سیمایا / کہ باد دورِ تو پیوستہ ہمچو دورِ قمر
خجستہ سی و ششم سال بہر سالگرہ / بود مبارک و بہتر ز سال ہائے دگر
ہزار سال ازیں بہترت مبارک باد / بفضل داورِ دادار و خالقِ اکبر
طفیلِ احمدِ مختار و چار یارِ کرام / طفیل شبر و شبیر سبطِ پیغمبر
دلِ عدو ز نہیبت بود چو بید ز باد / تنش ز بیم چو نخلِ کہن بتر ز تبر
غنی ست داعی اقبال و دولت تو سزاست / کہ شعر او بمدحت شود نوشتہ بزر

قصیده

در تہنیت سالگرہ مبارک حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

چوں عروسِ صبح از خوابِ گراں سر درگرفت / از سبک روحی ہوائے خاستن در سر گرفت
ہمچو گل کز جامۂ صد برگ خیزد بامداد / سر ز رختِ خواب بیروں کرد و رخت از بر گرفت

درِ عودی شب با مجمرِ سرخِ شفق　　از سرو تن چوں قبائے لالۂ احمر گرفت
ں زمیلِ وسمۂ تاریک شب بر داشتہ　　خاطر از گلگونۂ سرخِ شفق ہم برگرفت
ں لباسِ عابدِ شب زندہ دار صبح خیز　　جامۂ سادہ سپید از مہرِ خور در بر گرفت
چو صوفی چادرِ ترسا بدوش انداختہ　　ہمچو محرم دل ز رنگ احمر و اصفر گرفت
ۂ آبی شبنم زیب دوش و سینہ ساخت　　دامنی جامۂ خرشید چوں چادر گرفت
ز تن زیب سپیدہ حلہ زیب تن نمود　　گاہ تن زیب سپید از نورِ خور در خور گرفت
شعاعِ شمس گاہے مقنعِ زرینہ ساخت　　گہ خمار تابدار تافتہ بر سر گرفت
ز گلِ خرشید زیب افزائے جیب و دامنش　　وز گلِ مہتاب چوں شبو دماغی در گرفت
وہ اش عالم فروز آمد برنگِ نوبہار　　پرتوش در بحر و بر افتاد خشک و تر گرفت
وئے پرانوار او از ماہ تا ماہی فروخت　　واز زمیں تا آسماں در نور چوں نیر گرفت
تم عالم روشنائی یافت از دیدار او　　طالعِ گیتی سعادت از رخش یکسر گرفت
تو لمعانِ او بر ساحتِ غبرا فتاد　　لمعۂ انوار او در گنبدِ اخضر گرفت
نۂ دلہائے غمگیں از رخِ خنداں کشاد　　کامِ تلخ از خندۂ پر شور در شکر گرفت
ارضِ او چہرۂ کون و مکاں پر نور کرد　　کاکلِ او مغز باغ و راغ در عنبر گرفت
چو ماہِ نیم ماہ و ہمچو مہرِ نیم روز　　پرتوش افتاد در آفاق و سرتاسر گرفت
تم اے زیبا نگارِ سادہ رو سیمیں عذار　　چیست تا طبعت ز تزئینِ زر و زیور گرفت
وز روشبہی ز ماہ و سال کیں لیلائے لیل　　از پئے تزئیں حلی لبست و حلل در بر گرفت
ہلال آویزۂ سیمیں بگوشش انداختہ　　واز مہِ کامل مرصع تتبۂ بر سر گرفت
وق در گردن فگند از ہالۂ ماہِ منیر　　حلۂ سرخِ شفق چوں لالۂ احمر گرفت
دۂ زنبوری از چرخِ ثوابت زد بروے　　اطلسِ چرخِ نہم بر دوش چوں چادر گرفت
گلستاں جائے حمائل زیب صدر و سینہ ساخت　　گوشوار از گوہرِ پرویں بزیب و فر گرفت

گاه چون هندو زن آن مشکین پرند شوخ و شنگ ‍ ‍ از ثریا بهر تزئین بر جبیں جھومر گرفت
گه ز کتانِ سفید ماهتابش دامنی ‍ ‍ گاه از سیفور ظلمت پرده بر رخ بر گرفت
گاه چون زنگی زن شوخِ سیه مست از نشاط ‍ ‍ عقد سیمینِ شهابش بر اگستن زر گرفت
بر میان از منطقه بست ست یک زرین کمر ‍ ‍ واز بنات النعش تخت سیم ساق اندر گرفت
از ده دو برج یک مالای مروارید ساخت ‍ ‍ هفت سیاره پے ترصیع آن جوہر گرفت
زان صور کز منطقه شد در جنوب و در شمال ‍ ‍ بهرِ جوشن برد و بازوی وشش اختر گرفت
عنبرینه بست بر سینه ز یاقوتِ سهیل ‍ ‍ واز عقیق سرخ شعری در کف انگشتر گرفت
گفت با من شاهدِ صبح جبینِ سیمبر ‍ ‍ لیکن او ل زیں سخن در خنده لعل تر گرفت
کایں همه آرایشِ ناپایدار و بے قرار ‍ ‍ بیش ازیں نبود که جا در خاطرم کمتر گرفت
خاصه با ایں چهرهٔ بے نور و ایں روئے سیاه ‍ ‍ کے توانند طرف خوبی با رخِ انور گرفت
گنگ باشد گرچه سوسن ده زباں در کام کرد ‍ ‍ کور باشد گرچه چشمِ عاریت عبهر گرفت
کے نماید نیک در چشم و فرو دآید بدل ‍ ‍ گر خضاب و وسمه و غازه بر و اعور گرفت
زیب من پاینده و باقی بود آثار آں ‍ ‍ در ازل از بهرِ من ایں زیب صورت در گرفت
زیب من ایں بس که گشتم مولدِ فخر رسل ‍ ‍ آنکه زیبا زوے سپهر و اختر و عنصر گرفت
زیب من ایں بس که گشتم مولدِ شاهِ دکن ‍ ‍ آنکه زیب از مولدش ایں ساحت اغبر گرفت
میر محبوب علی خاں خسروِ دارائے دیں ‍ ‍ آنکه بزم و رزم از دو آئین اسکندر گرفت
آں نظام الملک آصف جاه کز اجلالِ او ‍ ‍ سکته در قطب آمد لرزه در خور گرفت
آنکه از فرمان دهان در بادشاهی گوئے برد ‍ ‍ آنکه از شاهانِ پیشیں پایهٔ برتر گرفت
آنکه تشریف بهی خواهاں ز سر تا پائے داد ‍ ‍ آنکه تاج و تخت از شاهاں ز پا تا سر گرفت
آنکه از گیتی ستاناں خواسته ملک و سریر ‍ ‍ واز سرافرازانِ گردن کش سر و افسر گرفت
دولت او باجِ ذلت از کفِ فغفور خواست ‍ ‍ صولتِ او تاجِ عزت از سرِ قیصر گرفت

تخت از پابوس او بالید و پهلو زد بتاج تاج از و نازید و خود را از فلک برتر گرفت
پایگاهی تختش از تخت سلیمان یافته سربلندی تاج او از تاج اسکندر گرفت
خسرو دشمن‌کش لشکرکش کشورکشائے آنکه با یک لشکری صد ملک و صد کشور گرفت
شه باقبال خداوندی جهان بگشاده است گر جهان اسکندر و جمشید با لشکر گرفت
از همایون بخت عالمگیر شد شاه جهان وز جهانگیری بسے بر اکبر و بابر گرفت
نام را بخت بلندش سکه بر زر نشاند سکه را نام بلندش در زر و زیور گرفت
حرف بر کرسی نشانده طالع نقش نگین بر نگین ره و زهے که نام نامیش جا در گرفت
یک تنه با تیغ چون خورشید و با دستے چو ماه از سواد قیروان شام تا خاور گرفت
فرد یکتائی چهار ارکان که صیت سطوتش کوشک شش در کشاد و قصر نه کنگر گرفت
پور زال از صولتش در بر برنگ پیر زال مقنع معجر بجائے جوشن و مغفر گرفت
شحنهٔ انصاف و عدلش کامده عاجز نواز روئے زال زار دید و روی زال زر گرفت
بشکند گر آهنین قصر مشید عهد او گر شکستی از قضا این طاق نه چنبر گرفت
از نهیب او تمنا در دل خاقان شکست وز جلال او نفس در سینهٔ سنجر گرفت
از کمان تیرش پرید و خورد بر راس ذنب واز کمین زاغ کمان نسر فلک در بر گرفت
آسمان در بزم او از کوکب بخت عدو بهر چشم بد سپندے از پئے مجمر گرفت
صیت او در گوش اهل قصر نه طارم رسید سطوتش در ساکنان کوشک شش در گرفت
همچو اسکندر بعجم در دست از اقبال یافت چون سلیمان ملک جم در کف ز انگشتر گرفت
حلقه در گوشش جهان چون خاتم جمشید کرد در بروئے فتنه همچون سد اسکندر گرفت
صد در خیری چو دست فاتح خیبر گشاد صد ره شور و شری چون همت شبر گرفت
تیغ تیز برق لمعانش بهنگام ستیز چون عصائے موسوی ره بر روم اژدر گرفت
روئے او را نه قدر هفت اختران مرکز شناخت رائے او را از قضا نه آسمان محور گرفت

آسماں از دور می بوسد زمیں بر درگہش ... تا ز نزدیکانِ خدمت خویشتن را در گرفت

رزم از خونِ سرو پشتِ عدویش یافتہ ... آنچہ بزم از ساقی و صہبا خم و ساغر گرفت

چرخِ اطلس خواست با قدِ جامہ اش از بافتہ ... تار و پودش را شعاعِ مہر و مہ در خور گرفت

چوں قبائے بادشاہی دوخت بر قدش سپہر ... دولت و اقبال ہمرا برۂ و استر گرفت

دشمناں را تیغِ او در آب چوں خورشیدِ حشر ... تا بزانو تا کمر تا سینہ و تا سر گرفت

دست او با پنجۂ پر زور و تیغِ جانستاں ... روزِ رزم از دشمناں صد خنجر و جنجر گرفت

شیرِ گردوں را ز بیمش زہرہ گردیدہ است آب ... نسرِ طائر را ز سہمش آتشے در پر گرفت

آبِ تیغش دشمناں را ہمچو موج از سر گزشت ... بادِ تیرش در پئے شاں صورتِ صرصر گرفت

دشمنش چوں تشنۂ گم کردہ رہ جویائے آب ... مرگ را تا جوئبارِ تیغِ او رہبر گرفت

ابرِ آذاری کہ دُر افشاند در فصلِ بہار ... کمتریں بذلیست کز دستِ کفِ دُر اور گرفت

بحر را از موج افتاد ست خفقانے بدل ... تا کفِ گوہر فشانش کام از گوہر گرفت

با کفِ زر پاشش گہے اجتماعِ زر نخواست ... زاں پراگندہ بود شکلے کہ لفظِ زر گرفت

ہمتِ او از سخا طومارِ حاتم سطے نمود ... رسمِ یحییٰ زندہ کرد و فضل بر جعفر گرفت

خشک و تر از حیرت و شرم ست ابرِ نو بہار ... سائل از دستِ کریمش بسکہ خشک و تر گرفت

حامیِ دیں آمد و احیائے رسمِ شرع کرد ... ماحیِ کفر آمد و از کافراں کیفر گرفت

زاں لطافت ہا کہ بار آورد باور می شود ... ایں کہ نخلِ طبعش آب از چشمۂ کوثر گرفت

خلقِ او حرفے بنافِ مشکِ تاتاری نہاد ... خوئے خویش خردہا بر نکہتِ عنبر گرفت

آنکہ از دستش بنائے کفر و شرک از پا فتاد ... آنکہ از پا مردیش اسلام زیب و فر گرفت

فتنہ ہا بنشست چوں مہرش پئے داد ایستاد ... الاماں برخاست چوں قہرش بشور و شر گرفت

ز انکو رویش فروغِ ملتِ بیضا فزود ... و از زریں رایش ردائے دینِ پیغمبر گرفت

از جمالِ عالم افروزش گرفت ست آفتاب ... و از رخِ رخشانِ او تابش مہ و اختر گرفت

سر بطاق آسماں محراب سود از قامتش — پایۂ بالا بلند از پایۂ او منبر گرفت
شد محب آل پاک و گشت محبوب علی — در دلش از بسکہ حب صادق و جعفر گرفت
جشن جم آئین او از غایت حسن و جمال — لعبت چینی شد و ہمچون پری پیکر گرفت
سال و ماہ و روز و شب از جشن جمشیدی او — چوں عروس نو شد و شکل پری پیکر گرفت
بالخصوص ایں سال فرخ فال کز فیضان او — عالم از سہم سعادت بہرۂ وافر گرفت
خاصہ ایں ماہ ربیع آخر کہ از میلاد شاہ — دہر در خوبی فزود و زیب سر تا سر گرفت
دلکشا چوں باد نوروزی ست باد برشکال — فیض ابر و لطف باراں جمیع بحر و بر گرفت
آں نضارتہا کہ گیتی یافت از اردی بہشت — خطۂ پاک دکن از مہر شہریور گرفت
ہمچو فروردیں نشاط ایں ماہ شہریور فزود — چوں ربیع اولیں رونق ربیع آخر گرفت
شکر یزداں کز طفیل مقدم سال گرہ — ملک از آئین تازہ تازگی از سر گرفت
روئے دل آرائے گیتی آبروئے تازہ یافت — چہرۂ زیبائے عالم رونق دیگر گرفت
بزمہا گشتہ فروزاں جشنہا شد ساختہ — گوئی از بزم جم و جشن فریدوں فر گرفت
خانہ و بام ست چوں بیت العروس آراستہ — کوی و برزن زیب چوں بیت الصنم از سر گرفت
بزم جشن شہ ز آئین با فلک ہمتا شدہ — شمعہا در بزم خسرو تابش اختر گرفت
دست شہ در دامن امروز از بس زر فشاند — کیسۂ فردا گرانی ہمچو دی از زر گرفت
ہمچو دامان غنی کز دولت اوصاف شاہ — از نقود معنوی در گنج و در گوہر گرفت
عالمے را صد گرہ از کار بکشا دست زانکہ — رشتۂ سال گرہ عقد سعادت در گرفت
شہ نظام شش بود تاریخ ماہ جشن شش — شش بہم در خورد عقد سی و شش در خور گرفت
تا فراز چرخ ہشتم در جنوب و در شمال — سی و شش اشکال گرد منطقہ پیکر گرفت
رسم جشن سی و شش بادا مبارک بہر شاہ — آنکہ او رسم الم از اہل عالم بر گرفت

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

بطور تلمیع ارتجالاً نوشتہ شد

(سنہ ۱۳۱۹ھ)

نامِ خدا شاہِ دکن من سطوۃ سلطانہ — لرزند و فلک از ہیبتش مع بالہ من شانہ
کیواں نہد سر بر زمیں من ارتفاع قدرہ — مریخ افتد از فلک من صولۃ شجعانہ
قیصر بود بر درگہش من احقر خدامہ — فغفور آمد ریزہ چیں من نعمۃ فی خوانہ
النسر فی بابہ من جملۃ حجابہ — او سائر رکابہ او ثلۃ فرسانہ
رائے رزینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا — روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ
صد لعل لبے لوگہر کالمشتری لالائہ — صد لعبت چین و چگل کالحور من غلمانہ
محبوب چوں روحِ رواں للناس فی ابدانہم — مطلوب و لہائے جہاں کالجان من جثمانہ
حامی ناموس زمن بالجند او اجلالہ — ماحی آثار فتن بالقہر او فیضانہ
حبش در آب و گل بود للخلق فی ایامہ — مہرش ز جان و دل بود للناس فی احیانہ
از بحرِ فیض او دکن کالقدس من سلوانہ — والبلخ من جیحونہ والشام من جیحانہ
شاداب ملک از فیض او کالجنۃ المخضرۃ — او بیت ملک الفارس من عدل نوشروانہ
صورت دلیل سیرتش والخلق یغنی خلقہ — سرش عیان ست از علن معناہ من عنوانہ
خرم دلش از مملکت کالنور من ریح الصبا — خرسند از وے ملک دکن کالخلد من رضوانہ
رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ — صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ

صدکیسه لعل و درد هد لکنّ هذا جوده ‏ ‏ ‏ از کمتریں افضال او من ادون احسانه

خرم دل او از خلف کالروض من اشجاره ‏ ‏ ‏ والغصن من اثماره والنخل من اغصانه

نازد دلیعهد شش با وکالشبل من ضرغامه ‏ ‏ ‏ والرّیح من ریحانه والدّر من عمّانه

فرخنده صاحب عهد او عثمان من اسمائه ‏ ‏ ‏ والسمح من سیمائه والسؤدد من شانه

والجدّ من اطواره والجود من آثاره ‏ ‏ ‏ والفتح من انصاره والنصر من اعوانه

یارب بود شاه دکن من اتباع ملکه ‏ ‏ ‏ شاهنشه روئے زمین وامتاز عن اقرانه

زد ربنا ایامها فی عیشة مرضیته ‏ ‏ ‏ وارض لوجه المصطفیٰ عنه وعن عثمانه

زیں سی وشش سال گره وایں بزم شهریارما ‏ ‏ ‏ بارک اله العالم فیه وفی خلانه

ایں بس دعائے جانفزا فی حضرة رب العلا ‏ ‏ ‏ من احقر خدّامه ادعی دعا گویانه

اقصیٰ بسی خواهانه اعلیٰ ثنا خوانانه ‏ ‏ ‏ ادنیٰ نمک خوارانه عبدالغنی خانه

قصیده

در تهنیت سالگره اعلیحضرت حضور پرنور خلدالله ملکه،

ایا خدیو ثریا جناب و مهر قباب ‏ ‏ ‏ فلک سمند و ستاره تمام و ماه رکاب

کفت ز بذل عطایاست مقسم الارزاق ‏ ‏ ‏ دلت ز حل دقائق مفتح الابواب

هنر ز طبع لطیفت گرفت قیمت و قدر ‏ ‏ ‏ گهر ز دست سخای تو یافت تابش و تاب

فسانه ایست ز تو جود جعفر و حاتم ‏ ‏ ‏ نشانه ایست ز تو زور رستم و سهراب

نمونه ایست ز دستِ تو قلزم و عمان ‏ ‏ ‏ کرشمه ایست ز طبع تو بحر نیل و سحاب

ندید رائے صوابت بخواب روئے خطا ‏ ‏ ‏ نگشت روئے دلِ تو مگر بصوب صواب

حکایتی ست ز حرف تو گوهر پرویں ‏ ‏ ‏ روایتی ست ز رای تو مهر عالمتاب

بلائے فرق تو چیند همیشه تاج و کلاه ‏ ‏ ‏ بدست و پائے تو بوسه زند عنان و رکاب

کتاب کهنهٔ عالم ورق ورق گشتم — نگاشتم نظرے بر فصول و بر ابواب

نه مثل جود تو دیدم روایتے در فصل — نه همچو جاه تو خواندم حکایتے در باب

زهی ز مهر و مواسا عزیز روح و روان — زهی ز جود و کرم مالکِ قلوب و رقاب

زهی ز شوکتِ جاه و حشم ستاره سپاه — زهی ز رفعتِ شان و همم سپهر جناب

بود ثنائے تو زیبِ زبانِ خرد و بزرگ — بود دعائے تو وردِ لبِ شیوخ و شباب

به نعمتِ تو جهان را رسید قوت و قوت — به دولتِ تو همه خلق راست دانه و آب

پئے دعائے تو گردون ز مهر در سجده — پئے بقائے تو ماه از هلال در محراب

بود ز فرق تو اکلیل را سرافرازی — بود ز پائے تو اورنگ را فر و فرتاب

رخِ ستم زدگان از تو باغ و باغ بهشت — دلِ جفا منشان داغ و داغ دوزخ تاب

همیشه بختیِ بخت عدو گسسته مهار — مدام مرکبِ جاهش بود شکسته رکاب

مخالفِ تو گهے خوار و پایمال چو خاک — گهے فتاده بسر در نشیب صورتِ آب

گهے بباد دهد سر در هوا بود چون باد — گهے ز داغ جگر سوز سینه آتش تاب

بجنب رای و دولت دعوئ سحر کاذب — بجنب روئے تو ماهِ فلک بدر ز حساب

سپهر غاشیه ات میکشد بزیر بغل — قمر گرفته عنانِ تو میدود برکاب

رخِ تو صبح فروزان ولے ز کذب بری — دل تو مهرِ درخشان ولیک بی تب و تاب

جنیبه دار تو مهرِ فلک ز نقرهٔ ماه — رکاب ساز تو گردون ز مهرِ عالمتاب

بریسمانِ مجره بدلو هفت اختر — سپهر مزرعِ جاه ترا شده دولاب

قبائے اطلس نه چرخ بر قدت کوتاه — دولائے شمس و قمر بر تن تو بذله ثیاب

عیان جلال ز نامت چو تابش از خورشید — نهان ظفر به نگیں چون طلسم زیر حجاب

بدست تست کلیدِ خزاینِ ارزاق — بود بجیبِ تو گنجِ نقودِ بحر و سحاب

ضمیر پاک تو مرآت صورتِ الهام — سلیم طبعِ تو معیارِ هر خطا و صواب

نه زد بعهد تو شبخون غمی بکشورِ دل — ندید از تو کمی ترکتاز شیب شباب
نه ماه می فگند چاک در قبائے کتان — زهر می کشد از سبزه شبنم شاداب
نه تندباد ز تو بشکند سلاسلِ موج — نه موجِ آب کند گنبد حباب خراب
نه جورِ هجر چو یعقوب در دمِ پیرے — نه جوشِ وصل زلیخا صفت بعهدِ شباب
نه دست بردِ حسد یوسفی کند در چاه — نه افتراکند آلوده کرته در خوناب
سپهر ساخته عزم ترا مدار مسیر — زمانه خواند جناب ترا مآل و مآب
خورد ز شانِ شکوهِ تو نه سپهرِ نهیب — فتد بکشور اعدا ز لشکر تو نهاب
عیان ز نقطهٔ کلکِ تو دفترِ حکمت — نهان بکنج دوات تو جریدهٔ آداب
همه خصال تو مستلزم مدیح و سپاس — همه فعال تو مستوجب ثنا و ثواب
فروغ بخت ز سیمائے صافیت روشن — چو در میانهٔ روز آفتاب عالمتاب
بارتفاعِ بلند اخترِ تو راه نیافت — اگرچه ساخت منجم ز مهر اصطرلاب
کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار — اگرچه خواند همه بست باب اصطرلاب
قلم ز دست دبیر فلک فرو افتد — اگر محاسبِ رایت رود بپایهٔ حساب
تبارک الله ز نظمت که معنی از لفظش — عیان چو رشتهٔ سلک ست از دُرِ خوش آب
نظام طوس بدانش بنظم ناظمِ طوس — زهی شعور زهے شعر یا اُولوا الالباب
تو آں بدیع بیانی که در دمِ اعجاز — عیان ز لفظ تو معنی ست صورت اطناب
همیشه از پیِ کسبِ علوم ته کرده است — دبیرِ چرخ ببزمِ تو زانوئے آداب
لبت چو ناطقه پرداز گشت از اعجاز — شد ست جذرِ اصم منطق از برای جواب
چو تخته هائے گلستان ز فیضِ ابرِ بهار — شگفته گشت ز کلکت صحیفهائے کتاب
گهر فشانیِ دستِ ترا کجا پایاں — که نیست قلزمِ زخارِ جودِ تو پایاب
گرفت چوں نمِ فیضِ تو ابرِ آزاری — شکست کاسهٔ خالی بغرقِ بحر حباب

بگرز مغزِ سرِ دشمنان زنی برخاک   چنانکه آب بریزد ز دلوها دولاب
حُسام و خنجرِ تیزِ تو آتشین دریاست   کہ می جہد شرر از وی برنگِ موجۂ آب
بود ز میمنتِ عدل و یُمنِ انصافت   کہ پائے پیل نیارد شکست پرِّ ذباب
دو نسرِ طائر و واقع ز آسمان بزمین   فتند چو سرو ہی از صیدگہ عقابِ عقاب
بروزِ صیدِ تو شیرِ اجم شود غائب   ز سہمِ تیر و تفنگِ تو از میانۂ غاب
ز اعتدالِ تو گشتہ تنافرِ طبعی   برون شدہ ہمہ از خاک و باد و آتش و آب
سبک عنانیِ عزمِ تو تعبیہ کردہ است   برنگِ خارۂ صمّا طبیعتِ سیماب
سمندِ تازیِ تازندۂ تو پندارد   غریوِ پیل دمان و رو غاطنینِ ذباب
سمندِ تو چو رود بر سپہر باز آید   ق   چنان سریع و شتاب ست در ایاب و ذہاب
کہ در میانۂ دو حرکتش خلافِ حکیم   سکون نماندہ حائل وَ اِنَّہٗ لَعُجاب
بلند مرتبہ شاہی کہ کہکشان و نجوم   فلک بدانۂ کاہ آورد برائے دواب
دہد ضمیرِ تو گر ذرۂ فروغ بمہر   شود چو روز شب سایہ از زمین نایاب
زمین ز خاکِ درِ تو بر آسمان نازید   سپہر گفت کہ یَا لَیتَنِی اَکُونُ تُراب
عدوئے سوختہ جان غرقِ آب شد از وے   نہادہ اند بہ تیغت خواصِ آتش و آب
چو راست کرد کمانِ خمیدۂ تو خدنگ   بجانِ خصمِ تو ثاقب شدہ برنگِ شہاب
چہار طاقِ بلندِ سپہر آسایت   بشش جہات کشیدہ چو آفتاب طناب
اگر نہ ابرِ کفِ درفشانِ تو بارد   سفینہ بحر بہ بندد بخشک ہمچو سراب
سحر ز جودِ تو ہر اشک دید درِ یتیم   گدا کہ از غمِ گوہر گریست شب در خواب
چو جوہر یست در اعراض و روح در اجسام   ز فرخیِ لقبِ تو میانۂ القاب
بخدمتت چو دیدند حوریان از خلد   بہشت گفت کہ طوبیٰ لہم و حُسنُ مآب
پس از نظام کہ آمد ز دودۂ سلجوق   نظام یافت دگر بار این جہانِ خراب

جهان پناه ترا از پئے پناه جهان
سبب نمود خدائے مسبب الاسباب

متاعِ علم و هنر آب دیده بود دائم و ز
فتاده بود چنین جنس از بها و خراب

تو شستی و شوئے رخش گرده ز گرد کساد
تو آب رفته اش آورده بجوئے شتاب

خجسته باد ترا سی و هفت سالگره
بحق احمد مختار و آله الانجاب

غنی ست موج سرائے نظامِ آصفجاه
ازان نظم سخن آورد چو لولوے ناب

دلش بملک معانی ست ابر دریا بار
اگرچه در جگرش نیست قطرهٔ از آب

قصیده

در تهنیت سالگره بندگانِ عالی خلدالله ملکهٗ

جهان شگفته دگر بار گشت چون گلزار
ز فیضِ ابرِ بهار و ز لطفِ بادِ بهار

بهار چیست و فورِ سرور و سور و نشاط
چو صبحِ عیدِ سعید و چو شامِ وصلتِ یار

سرورِ روح روان رسمِ جشنِ سالگره
بسال هفت و سی از عمرِ داورِ دادار

خجسته داورِ دوران خدیو دادگرائے
ملاذ ملک و رعیت پناه دین و دیار

جهان جود و کرم آسمان مجد و علا
محیطِ مکرمت و کانِ حلم و کوهِ وقار

جهان مطاع زمین مفتخر زمانه مطیع
ستاره موکبِ انجم حشم سپهر مدار

بیاضِ منتخبِ نسخهٔ سنین و شهور
سوادِ دیده فروزِ کتابِ لیل و نهار

چو عقلِ صادرِ اول ز علتِ اولیٰ
چو نفسِ ناطقه در دورِ پسین این پرکار

بہ بخت همچو فریدونِ آفتاب علم
به تخت همچو سلیمانِ آسمان مقدار

گران ز حلم چو کوهی ولیک جوهر خیز
سبک ز عزم چو برقی ولیک صاعقه بار

بعهد او نه نشست ست داغ بر سینه
بدورِ او نه دویدست اشک بر رخسار

بخاطرے نه فتادست زنگ در خلوت
بچهره نه شکست ست رنگ در بازار

نہ جورِ حسن کہ دید شکست چوں یوسف
نہ شورِ عشق کہ تہمت نہد زلیخا وار

بود محیط بمایہ ولے سحاب بجود
بود سپہر برفعت ولے زمیں بوقار

ہوائے اوست بہر سر چنانکہ بو در گل
وفائے اوست بہر دل چو نشو در اشجار

خدائیگانِ ملوکِ زمانہ شاہ دکن
کہ رفت صیت سخایش بملک و شہر و دیار

شہیکہ گردشِ پرکار تیز گرد فلک
ز ہیبتش بمدارا نہادہ است مدار

ہزار مطربِ بزمش برقص چوں طاؤس
ہزار نغمہ زنِ محفلش چو موسیقار

ہوائے خاکِ درِ او شمیم رُوح آساست
چو بوئے عنبرِ خام و چو پختہ مشک تتار

خدیو رستمِ دَوراں کہ تابشِ تیغش
چو آفتاب برانگیزد از بحار بخار

نظام جم حشم و شہریار آصف جاہ
کہ زیب داد بہ تختِ شہے سلیماں وار

تواں شہیکہ بدورِ خجستہ ات سازد
ز رنج راہِ سفر پیل تکیہ بر دیوار

دو پردہ ساخت سپید و سیاہ دست سپہر
بلند کوشکِ قدرِ ترا ز لیل و نہار

پر از ثوابت و سیّار شد سپہر نہم
بروز رزم چو انگیختی ز تیغ شرار

سخن بفلسفہ میرفت از عقول عشر
زمانہ گفت کہ با عقل تست ہفت و چہار

ز قہر و خشم اگر بانگ بر زمانہ زنی
رود ز خویش کہ باز آید از رہ و رفتار

اگر عنانِ تو آموختش سبک سنگی
شدہ است کوہ بپرواز کاہ سان طیّار

چو لطف و قہرِ تو در ملک قہرماں آمد
نشست فتنہ و برخاست دولتِ بیدار

رود بجوش چو دیگ پر آب از آتش
زند چو شیہہ سمندت بگنبدِ دوّار

چو تیرِ دلکشت از سینۂ عدو گذرد
بسینہ باز بگردد ز جانبِ سوفار

اگر عقابِ تو در کوہ قاف صید کند
بچنگ آورد عنقا چو قاف در منقار

بود ز مہر تو دشوارِ دوستاں آساں
بود ز قہر تو آسانِ دشمناں دشوار

ز ہیبتِ تو شدہ فتنہ در عدم از خواب
ز دولت تو شدہ بختِ عافیت بیدار

گران رکابیِ حلمِ تو در مصاف نمود		که کوه از پرِ کاهش برو بگیرد وقار
سبک عنانیِ عزمت بجمله بنماید		که برقِ صاعقه بارست تیغِ تو ز شرار
جهان بمهر و وفائے تو مجتمع آمد		ز جودِ تو که پراگنده شد بشهر و دیار
ازان نظامِ ششم آمدی که افضالت		بششِ جهات جهان رفت و میرود هموار
نیافت رفعتِ بختِ ترا ستاره شناس		کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار
چو گشت سادسِ سیّار مشتریِ ثابت		فزود نسبتِ نامت سعادتش بسیار
نظر میانهٔ سیّاره نیست جز تسدیس		زمینِ آصفِ سادس شهرِ نحو آثار
بود مدیحِ تو افسانه در عقولِ عشر		بود فسونِ تو بر هفت کوکبِ سیّار
فضائلش جهت از دین و دانش و عدلت		مثلثے ست برنگِ شمامهٔ عطّار
کتابِ روئے نکویت بیاضِ صبحِ امید		نصابِ بختِ عدویت سیاههٔ شبِ تار
جمالِ روئے تو نور و سرورِ دیده و دل		جمیلِ ذکرِ تو ورد و وظیفهٔ اخیار
شگفته روئے تو رنگِ رخِ بهار شکست		خجسته خوئے تو برد آب طبلهٔ عطّار
گمان مبر که کشاید دلش بهارِ بهشت		کسیکه با رخِ زیبائے تو بهشت بهار
زند ز روئے تو برخاک آفتاب کلاه		کشد ز رائے تو پیرِ فلک بپا دستار
شرارِ هائے سنانت بر آسمانِ نهم		نمود اینکه ثوابت بودهٔ سیّار
بر آستانِ تو فرقِ بلندیِ افلاک		در آستینِ تو دستِ سخائے ابرِ بهار
زند ز عدلِ تو بر پیل پشّهٔ ناچیز		ضعیف مور برآرد برون ز مار دمار
ز دار و گیرِ تو مالید فتنه رو برخاک		نهاد عافیت و امن پشت بر دیوار
دو چشمِ چرخ مه و مهر روشن ست ازان		که رفته اند بمژگان ز درگهِ تو غبار
تویی ز نسبتِ آبا و امهاتِ کرام		چراغِ دودهٔ صدیق و حیدرِ کرّار
ورق ز کلکِ تو گردید تختهٔ ریحان		قلم به دستِ تو باشد رگی ز ابرِ بهار

خجسته کلک ترا ملک و هر ملک یمین تبارک الله یمینی که ملک راست یسار
شد از نقوش تو کاغذ نگارخانهٔ چین شد از مداد دوات تو نافهٔ تاتار
ز جود شاه فروشند مفت دولت و بخت جهان بگشتم و دیدم بجمله شهر و دیار
مسنج گفته عرفی که حرف موزون نیست نیافتم که فروشند بخت در بازار
من و شمار خصال حمیدات هیهات چو نیستم بشماری چه آورم بشمار
همیشه تا که قرآن عظیم سی پاره بود به هفت قرارت وظیفهٔ اخیار
همیشه تا رمضان را بحکم سی روزه ز ختم هفت منازل نکو بود آثار
سنین هفت و سی از عمر شه مبارک باد بحق احمد مختار و آله الاطهار
بود مدار زمین و زمان بتو یا رب چو با زمین مدرست چو با زمانه مدار
غنی ست هیچ سرای تو با نقود سخن چه غم که نیست بدست و کفش دُر و دینار
چنان بسلک ثنایت ز خامه در سفته ست که چرخ گوهر پروین فشاند مهر نثار
کجاست عرفی شیراز قلزم معنی کجا کمال صفاهان ابر لؤلؤ بار
کجا ظهیر گهر سنج نظم تا شنوند ز من دو حرف نیازی ضروری الاظهار
که بگذرند ز من از کرم چو بنهادم سفال ریزه بظرف لآلی شهوار
از آنکه رسم قدیم ست و صیرفی داند خزف بگوهر رخشان نهاده در بازار

قصیدهٔ

در تهنیت سالگرهٔ اعلیحضرت حضور پرنور خلد الله ملکه

باز بروی جهان چشمهٔ طرب برگشاد باز غم و عیش را بست ره و در گشاد
یافت نکو جنبشی چرخ که از دور زد دید همه فال نیک زهره که از اختر گشاد
گریهٔ اشک آفرین پای بدامان کشید خندهٔ دندان نما لب چو گل تر گشاد

تا برد تلخیِ کام دلِ عاشقاں ... پستۂ شیریں لباں تنگ ز شکر کشاد
بسکہ نشاط و سرور برد کشایش بکار ... غمزہ گرہ ز ابروئے شاہدِ دلبر کشاد
راحتِ دل رنج را از ہمہ سو در بہ بست ... بسکہ دلِ عالمے یافت ز ہر در کشاد
بست و کشادِ عجب بُرد بگلشن بہار ... نامیہ گر غنچہ بست باد گلِ تر کشاد
برگ گلِ ارغواں بست چو رنگ عبیر ... بوئے گلِ یاسمیں طبلۂ عنبر کشاد
نرگسِ شہلائے باغ چشم چو از خواب بست ... دیدۂ خوابیدہ آتش رشحۂ آذر کشاد
جامۂ گل چاک زد ذوقِ سماعِ ہزار ... بود گراں گوش گل نغمہ بکشتر کشاد
سروِ چو آمد بپا فاختہ از دست رفت ... نعرۂ کوکو ز دل ہمچو قلندر کشاد
جام و صراحی چو یافت از گل و غنچہ بہم ... مرغ چمن بادہ زد زمزمۂ تر کشاد
گل چو نقاب اوفگند پردۂ بلبل درید ... لالہ چو آتش فروخت بخت سمندر کشاد
بلبلِ مستانہ وش از قدحِ سرخ گل ... در دہن و کام خویش بادۂ احمر کشاد
غنچہ بصحنِ چمن از پئے جلوہ گری ... پردہ ز رخ بر فگند روئے ز چادر کشاد
نامیہ مشاطہ وار غنچۂ گل چوں عروس ... روئے یکے در نہفت چہرۂ دیگر کشاد
بسکہ شگفت آمدم ز ہمہ بست و کشاد ... کیست کہ اندازہ بست چیست کہ ہر در کشاد
ناگہ از بوستاں مژدہ نسیم بہار ... داد کزاں غنچہ ساں ایں دلِ مضطر کشاد
گفت مدار ایں عجب زانکہ گرہ خوردہ است ... رشتۂ عمر آنکہ او کار سراسر کشاد
رشتۂ عمر کسے کز دم او چوں بہار ... عقدہ ز کارِ چمن ہمچو گلِ تر کشاد
رشتۂ عمر خدیو آصفِ دوراں کہ او ... بست در فتنہ و کیسۂ گوہر کشاد
آنکہ بسر منزلِ ہشتم دسی سالِ عمر ... ہمچو مہِ چاردہ رخت فرد تر کشاد
آنکہ خود اسلافِ او ہمچو ملوکِ عظام ... کرد چو عزم دکن آں ہمہ کشور کشاد
آنکہ نظام الملکش چوں درۂ خیبری ... قلعۂ بیدر کشاد قلعۂ بیدر کشاد

آنکه بخواهندگان داد زر جعفری
آنکه بداد و دهش دست چو جعفر کشاد

آصف جم مرتبت زیب سریر دکن
آنکه زر و تخت را بخت چو افسر کشاد

کاسهٔ هر سائلی پر ز زر و سیم کرد
کیسهٔ پر سیم و زر بہر گدا در کشاد

تا چو زر مغربی آوردشش سیم صبح
مہر به مشرق دکان صورت زرگر کشاد

بہر گدایان همه بست دهان سوال
بسکه بروی جهان مکرمتش در کشاد

کلک زرافشان او کان چو کلید زر بست
قفل ز گنجینهٔ لعل و در و زر کشاد

هفت زمین بر درش گنج زر خود کشید
هفت فلک بر رخش چشم ز اختر کشاد

معدلتش در جهان شوکت کسری شکست
هیبت او از کمر دشنهٔ قیصر کشاد

مشتری از طلعتش سهم سعادت گرفت
تیر ز دیوان کفش عقدهٔ دفتر کشاد

روشنی تازه یافت چشم همه روشنان
تا به فروغ رخش دیدهٔ اختر کشاد

تا بعروس جهان بست ز زیور طراز
مہر چو زرگر دکان از پی زیور کشاد

اخترش از ارتفاع در رصد آنجا رسید
کاوج ثریا ز ثری رخت فروتر کشاد

عزم بلندش قبا تا پی اسلام بست
درع ز خفتان ز تیر بر تن کافر کشاد

سهم سنانش کمان بر دل طغرل کشید
بیم کمانش کمین در رهٔ قیصر کشاد

پنجهٔ زال افگنش بازوی بهمن شکست
عقدهٔ صد هفتخوان در همه کشور کشاد

خنجر خونریز او گردهٔ خاقان درید
دشنهٔ سر تیز او سینهٔ سنجر کشاد

قلعهٔ کفر از دم دشنهٔ چون ذوالفقار
چون اسد الله علی فاتح خیبر کشاد

زمی خویش بمهر داد ز گلبرگ خواست
گرمی طبعش بقهر دود ز اخگر کشاد

در صف اعدا فتاد رخنه چو او روز رزم
نعره بنام علی حیدر صفدر کشاد

نسر فلک او فتد ریخته پر بر زمین
گر ز کمان شست او تیر به شہپر کشاد

ترک سپهر برین روز وغا لیش ز بیم
تیغ و کمر از میان همچو دو پیکر کشاد

زخمِ پیاپی برزم بر جگرِ دشمناں
گاه ز شمشیر بست گاه ز خنجر کشاد

زخم زبس جلد ریز تیغ تو در رزم ریخت
از تنِ اعدائے دیں چشمهٔ خوں در کشاد

عزمِ تو بدخواه را روزِ نهاب و نهیب
نم ز جگر در گرفت خوں ز جگر بر کشاد

گردهٔ گردن کشاں خنجرت از هم درید
گردنِ بدخواه را تیغ تو چنبر کشاد

چوں غضبش روزِ رزم چهره چو آتش فروخت
از جگرِ برف و یخ دود و شرر بر کشاد

جوهر از انعام او رفت بخنجر نهفت
خنجرِ فولادِ تو مشکلِ جوهر کشاد

خیرِ تو از هر طرف جمله درِ شر ببست
گرچه بداندیشِ تو نیک رهِ شر کشاد

مهرِ تو در عالمے صبحِ سعادت نماند
صبح گر از روئے روز پردهٔ شب بر کشاد

زهره پئے شمعِ تو پردهٔ فانوس ساخت
بر چه ز مقنع درید هر چه ز چادر کشاد

چرخ پئے خطبات منبرِ خورشید بست
قاضیِ نه آسماں خطبه به منبر کشاد

گرچه چهل سال عمر پیش فقیه و حکیم
راه کمالِ خرد بهرِ هنرور کشاد

هشتمِ سی سال شه کم ز چهل هیچ نیست
لفظِ چهل از عدد این همه دفتر کشاد

تا به سپنجی سرا جز بسرافیلِ صور
ره نبرد بر درِ کوشکِ ششدر کشاد

ششدرِ غمهای تو بشکند از دستِ سور
آنکه ز سور و نشاط خاطرِ ششدر کشاد

کاخِ تو بکشاده در باد بروئے فلک
تا که بروئے دیں چرخِ فلک در کشاد

هر سحرت در جهاں ملکِ دگر فتح باد
تا به سحر ملکِ تو خسروِ خاور کشاد

رشتهٔ عمرت چو زد بیش ز اختر گره
تا گرهِ کارِ شب یافت ز اختر کشاد

مدح سرایت غنی گنجِ سخن نقد از دست
زاں پئے عقدِ ثنا حقهٔ گوهر کشاد

تا درِ عقد از پئے شاهدِ اقبالِ شاه
بست که پروین بر و چشم ز اختر کشاد

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

اے قدِ بالائے تو قامتِ عرعر شکست — لولوئے لالائے تو قیمتِ گوہر شکست

با رخ و بالائے تو لاف زدی زاں صبا — داد بگُل گوشمال شاخِ صنوبر شکست

گُل ز رخت گدیہ کرد خندہ ازاں در چمن — امردِ کنگر صفت شاخ زد و سر شکست

نقشِ رخِ دلکشت دفترِ مانی بہ شست — خطِ لبِ لعلِ تو نسا مۂ آذر شکست

آتشِ رخسارِ تو شعلہ زد و بیمِ آں — شہپرِ پروانہ سوخت بالِ سمندر شکست

شاہدِ عذرا عذار چہرۂ رعنائے تو — آبِ رخِ لالہ ریخت رنگِ گلِ تر شکست

روئے تو از گیسواں بہرِ دلم دام زد — چشمِ تو در سینہ ام از مژہ نشتر شکست

لافِ قد از قامتت طوبیِ جنت بہشت — مایۂ ذوق از لبت شربتِ کوثر شکست

عارضِ گلفامِ تو ریختہ رنگِ بہار — کاکلِ مشکینِ تو نکہتِ عنبر شکست

جادوئے چشمت شکیب از دلِ ہاروت برد — زہرہ ز تو سازِ خود دید چو اختر شکست

شعلۂ عریاں بود سادہ عذارت ز خط — کآتشِ زردشت را تاب در اخگر شکست

از پئے نظارۂ روئے دلآرائے تو — بسکہ کشید انتظار دیدۂ عبہر شکست

خالِ سیہ بر رخ و عارضِ گلرنگِ تو — در دلِ عود و سپند شعلہ ز مجمر شکست

بادِ صبا در چمن طبلۂ عنبر کشاد — صبح چو بر عارضت زلفِ معنبر شکست

جادوئے چشمت ربود دل ز کفِ حورِ عین — قندِ لبت لذتِ شربتِ کوثر شکست

چشمِ سیہ مستِ تو دوش بہ گلگشتِ باغ — شیشۂ گل زد بسنگ ساغرِ عبہر شکست

تا دہنِ تو شکست قند و شکر در سخن — قند ز شرم آب شد قیمتِ شکر شکست

نیست ز نوشیں لبت بہرِ شکر جز تری — شانِ نبات و عسل ایں شکرِ تر شکست

تا ز تنِ نازکت بسرۂ تہمت برد | بندِ قبای ترا بادِ صبا در شکست
سلسلۂ اشکِ من رشتۂ باراں گسست | رشتۂ دندانِ تو تابشِ اختر شکست
بیتو مرا جامِ خوں لالہ بہ گلشن نمود | در جگرم برگِ گل خار چو نشتر شکست
سرو و صنوبر مرا دار نمود از تو دور | در نظرم برگِ بید ہیبتِ خنجر شکست
آرزوئے بیدلاں می شکند غمزہ ات | چوں صفِ بدخواہ را صولتِ داور شکست
داورِ جمشید فر آصفِ سادس نظام | آنکہ بجسم پائگی پایۂ قیصر شکست
لات و ہبل را لگد از پئے اسلام زد | تارکِ عزی پئے دینِ پیمبر شکست
چوں درِ خیبر کشِ شہِ مرداں کشاد | قلعۂ کفر و نفاق شاہ ز ہر در شکست
صد صفِ اعدائے دیں نیز در وغا عزمِ او | از مددِ ہمتِ حیدرِ صفدر شکست
آمدہ محبوب ازاں نزدِ علی کو ز غم | دل پئے آلِ علی سبطِ پیمبر شکست
خنجرِ غم بر گلو از پئے شبیر زد | زہرِ ہلاہل بکام از غمِ شبر شکست
کی طرف او شود ترکِ فلکِ بدسگال | خاصہ چو طرفِ کلہ بر شہِ خاور شکست
بود گراں تر ز کوہ لشکرِ اعدا و لے | گرد سبکتر ز کاہ تیغ چو بر سر شکست
غیرِ شکستِ سرش ہر چہ درستش نمود | روزِ وغا از غضب بر سرِ کافر شکست
چنگلِ شاہینِ شاہ گردنِ عنقا ربود | بازوئے سیمرغ را بازئ شہ پر شکست
سینۂ قلب الاسد سفت بہ تیرِ خدنگ | تارکِ جوزا بداں تیغِ دو پیکر شکست
زخمِ سنانش دلِ دبۂ اصغر شگافت | ضربِ عمودش سرِ دبۂ اکبر شکست
دوش چو شکلِ عروس بزمِ شہ آئیں گرفت | شاہدِ پروین ز غم حقۂ زیور شکست
دمبدم از کوس و بانگ قدمدم چو خاست | گوشِ ستم کوش را بر صفتِ کر شکست
منظرِ ایوانِ او بسکہ بلند آمدہ | طارمِ کیواں ز غم شرفۂ منظر شکست
کاخِ ستم را ازو طارم و طاق اوفتاد | چوں ز ظہورِ نبی چار دہ کنگر شکست

طرفه فلاطون منش چتر الٰهی پناه | کز ادبش زانوی هرمس اکبر شکست
یوسف عدل ترا باهمه گرگ آشتی | می ندهد در جهان هیچ برادر شکست
جوهر شمشیر تو گرچه عرض بیش نیست | لیک بعرض هنر قیمت جوهر شکست
ترک فلک را ز تو چوں شده ترکی تمام | دست ز شمشیر داشت دستهٔ خنجر شکست
زهره بدیوان تو چنگ و دف و عود سوخت | تیر بدیوان گهت خامه و دفتر شکست
نسر فلک راست گر شهپر و بازو بلند | تیر بلند افگنت بازو و شهپر شکست
رخش تو از خنگ ماه در جولان برد گوی | گوی تو هنگامهٔ گوی مه و خور شکست
بزم ترا ساز دید زهره ز پرده فتاد | بهر تماشا ز رخ گوشهٔ چادر شکست
مشتری آهنگ کرد لیک چو راهی نیافت | آرزوی بزم تو در دل مضطر شکست
سر به ثریا ز تو حلقهٔ محراب سود | پایهٔ کیوان ز تو پایهٔ منبر شکست
رونق دیوان گهت دید دبیر فلک | دل ز قلم بر گرفت خاطر دفتر شکست
کاغذ او باد برد دفتر او گاو خورد | سنگ زد و بر دوات خامه و مسطر شکست
صبح بر این گر لاف صفا زد دروغ | لاجرمش بر افق شب قدح زر شکست
شام بر ویت قمر چهره بدعوی فروخت | قرص درش آفتاب صبح بخنجر شکست
پنجهٔ تو بازوی رستم یکدست بست | بازوی پر زور تو دست غضنفر شکست
روی زمین را گرفت سم سمندان تو | پشت فلک گرد پای خیل تکاور شکست
عزم تو بر کشور و لشکر دشمن چو در | سد ز کشور گرفت پشت ز لشکر شکست
آمد از موکبت بر سر اقلیم کفر | چوں بسر ملک شب از شه خاور شکست
خصم ز بونت اگر برد بدریا پناه | سیل بلا بر سرش کشتی و لنگر شکست
خنجر خونریز تو بهر گلوی عدو | غرغرهٔ خون او در بن خنجر شکست
حاسد جاهت اگر خواست سلامت زکوه | کوه ز سر تا کمر بر کمر و سر شکست

امر تو در خانقاه مصحف و تسبیح خواند — نهی تو در میکده شیشه و ساغر شکست
بارقم دلکشت خامه ز حنامی خویش — بر تو دبیر فلک صاحب دفتر شکست
تیغ نهنگ پیکرت سر ز تن خصم برد — خشت گران سنگ تو بر سرش افسر شکست
ای که ز اجلال تو دودهٔ سلجوق را — شان ملکشه نماند شوکت سنجر شکست
ایکه نظام دولت کاصف جم جاه بود — قلعهٔ بی در کشاد قلعهٔ بیدر شکست
بر تن اسفندیار تیغ تو جوشن تنگان — بر سر افراسیاب گرز تو افسر شکست
با کف زرپاش تو کامده گوهر فشان — زر ز بها اوفتاد قیمت گوهر شکست
نوک سنانت گهی گرز گرانت گهی — گردهٔ خاقان تنگافت گردن قیصر شکست
بر تن گودرز و گیو بر تن سهراب و سام — درع و خفتان درید اسپر و مغفر شکست
تیغ ظفر پیکرت گشت چو بالا برزم — پهلوی جوزا درید پشت دو پیکر شکست
دست تو سازد درست پخته سدا ز زر خام — فتنهٔ یاجوج اگر سد سکندر شکست
دور بکامت رود داد گر دور گیر — گردش دوران فلک نوبت قیصر شکست
داور دریا نوال مدح سرایت غنی — بر سرت از گنج این گهر تر شکست
گوهر پرتاب او از فر و فرتاب خود — کوکبهٔ تابش انجم و اختر شکست
لمعهٔ او از رخ انوری خاوری — فرد فروغ سخن در همه خاور شکست
بر تو همایون کناد شادی سالگره — آنکه ز شادی غم خاطر شد در شکست
کوشک طبعت ز سور تنج و آباد باد — تا که بیا بدربه سور کوشک شد در شکست

قصیده

در تهنیت سالگره بندگان عالی اعلحضرت خلد الله ملکه

صبح شد کز خواب خوبان جلوه ها بر جو زنند — خنده ها بر آفتاب از رخ ز شست شو زنند

رونکوتر میشود از حسن شستہ در نظر
حسن شستہ تر بود گر شست و شو بر رو زنند

چشم شویند از خمار خواب و یک دریائی آب
ہم برائے فتنۂ خوابیدۂ بدخو زنند

ز اشتیاق پرتو رو مضطر آمد جوئبار
آب سیم ناب گرد دگر بر رو پرتو زنند

از عتاب و قہر بر حال خراب عاشقاں
ہر گرہ کز زلف بکشایند در ابرو زنند

جامۂ آبی شبنم ہمچو گل در بر کنند
ہم قبائے پرنیاں بر کرتہ پر نو زنند

تنگ بر اندام خود دوزند از شبنم قبا
بر قباہا از شعاع آفتاب آتو زنند

بر کف ہر پا حنا بندند از بہر نگار
بر سر دستارہا گل از برائے تو زنند

کاکل شبرنگ از رخسار چوں دور افگنند
خندہا بر عنبر و کافور ازیں حسر دو زنند

خال بر لب غازہ بر رخسار و افشاں بر جبیں
سرمہ در چشم سیاہ و وسمہ در ابرو زنند

زاں عذار آتشیں و دانۂ خال سیاہ
عود بر آتش نہند و لالہ آسا بو زنند

سحر بابل از لب معجز نما برہم زنند
بر زمیں زہرہ ز چرخ انداختہ جادو زنند

خندہ بر نسرین و گل از عارض رنگیں کنند
طعنہ بر سرو صنوبر از قد دلجو زنند

رخ فروزند از رعونت با گل رعنائی باغ
قد کشند از ناز و برائے قمریاں پہلو زنند

باغ رخ ہمچوں گل خورشید خندند چو روز
آستینے بر چراغ مردۂ شبتو زنند

گل ز شوخی چادر خود را بشاخ افگند دست
خوش بود برقع گر از روئے نکو یکسو زنند

بر عذار آتشیں بلبل سراید روستا
زند خوانان چمن در پیش او زانو زنند

بوسہا از لب بہ بخشایند تا دلدادگاں
خردہ برلب آبی عناب و شفتالو زنند

سر بسر چشمک بہ نرگس باید از چشم سیاہ
مو بمو در کار سنبل عقدہ از گیسو زنند

اندریں صبح سعید مولد شاہ دکن
باید از بہر تہنیت درہائے گفت و گو زنند

ہم نوید جشن میلادش بہر برزن دہند
ہم نوائے شادمانی بر سر ہر کو زنند

طبلہائے بانگ شادی بر فراز نہ سپہر
خیمہائے اشک حسرت از عدم آنسو زنند

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف
بر در شاهنشهی از تهنیت ها هو زنند

جم حشم شاهیکه از لطفش نوی و تازگی
صد صلا بر عالم پیر خرف فرتو زنند

میر محبوب علی خان خسرو دارای دیں
آنکه نقش نام او بر نامه ها چوں هو زنند

خسرو فخر سلاطین آنکه خدام درش
خنده بر ضحاک و افریدون و کیخسرو زنند

بیز نند از تیغ بر جوزا اگر در دل برند
می برند از پیش گردوں گر بمیداں گو زنند

گرز گوپال گراں بر گردن جیپال هند
بیلک و خشت آهنی بر سینهٔ پیتو زنند

روز رزمش دشمناں را ز استخوان سینه ها
دشنه ها در سینه و در دل زهر پهلو زنند

برگمان قوس می بندند ره از کهکشاں
گر شکار بره افلاک چوں آهو زنند

چوں عصا در دست موسی نیزه و دستش بزم
گر همه جا دوست دشمن لقمه از جادو زنند

تاختن گه تاختن آرند و بر خاقاں روند
تا خطا شبخوں گهے بر کشور پیغو زنند

بے گماں برخیزد از لبهای اعدا بانگ هے
گر دلیرانش بمیداں روز هیجا هو زنند

آتش انگیز ست تیغ و دشنهٔ تیزش ز تب
شعلها خیزد ز موجش گر بروئے جو زنند

بزم آرایان او را گو رود رضوان ز خویش
دل نمی آید که گشت روضهٔ مینو زنند

می فشانند از سخا دست و کفش عقد لآل
صد گره در کار و بار رشتهٔ لولو زنند

مهر هر سالش بمیزاں نجد و دارد امید
سکهٔ شه بر زر کامل عیار او زنند

نیست در جام دل شه نقطهٔ از جسم جو
از خط جورش قلم بر جام کیخسرو زنند

کار پردازان قدرت روز آئین بستنش
پردهٔ دهلیز قصر از پردهٔ نه تو زنند

گم کنند از بیم دست و پا سراسیمه شوند
روز زور رستم دستان اگر بازو زنند

پهلوانانش بهنگام وغا صد پشت پا
رستم یکدست را بر پشت و بر پهلو زنند

سینه رویین تن دیو اد و دند اندر مصاف
چاک گردد چوں کتاں بر سینه گر پهلو زنند

مرگ پیچد در بساط کفن و تیغ و تیر او
از جهان حج بهر خواب دشمنش نا نو زنند

دشمناں از قہرِ او روز و شباں گویند ہائے | دوستاں از مہرِ او شام و سحر گہ ہو زنند
زاں سبکدستی کہ بازویش کند در روزِ رزم | تیغ و تیرش آفریں بر دست و بر بازو زنند
شوکتش را شانہ گردانی ز گیتی خیرہ روست | کاشتاں بوسانِ او با خسرواں پہلو زنند
سازگار آمد بعہدِ عدلِ او ناسازگار | باز و شاہیں خوابِ خوش در پہلوئے تیہو زنند
دشمنانش از خمِ می خشت ہا بر سر خورند | دوستاں از جام و مینا بادۂ مینو زنند
ہر سحر گہ ابرِ آذاری و بادِ نوبہار | در رہِ او آب افشانند و رفتہ رو زنند
گستر در رضوان بہ نزیش ہر کجا فرشِ نیاز | حوریاں در محفلِ او از مژہ جارو زنند
ہر کجا عزمِ بلندش رو بہ تسخیر آورد | فتح و فیروزی علم از ایزدی نیرو زنند
تا بدورانِ فلک باشد حسابِ ماہ و سال | تا گرہ در رشتۂ سالی ز جبت و جو زنند
رشتۂ عمرش بود چوں رشتۂ دوراں دراز | تا گرہ در رشتہ بر حسبِ حسابِ او زنند
روحِ علوی شاد در جنت کہ در صفت اش گفت | نوبہار آمد کہ خوباں غازہ ہا بر رو زنند
چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجانِ غنی | چادرِ گل بر مزارِ علوی خوشخو زنند.

قصیدہ

در نوید قدوم فیض لزوم اعلیحضرت بندگانِ عالی حضورِ پُر نور از کلکتہ

باز آں تازہ بہاراں بگلستاں آمد | حیدرآباد گلستاں بہ بہاراں آمد
مژدہ اے بلدۂ فرخندہ بنیاد کہ باز | آب در جوئے تو از رفتہ فراواں آمد
مژدہ اے شہرِ ہمایوں کہ بنائے تو دگر | تاب و آب آمد و بسیار بسامان آمد
کارسازت شرف و شہرت و رونق گردید | سازگارت فلک و طالع دوراں آمد
بر سرت سایہ فگند آنکہ پئے سایۂ خلق | سایۂ مہر فگن چوں مہِ تاباں آمد
قطرہ بودی بتو پیوست محیطِ اعظم | ذرہ بودی بسرت مہرِ درخشاں آمد

ساحلِ خشک شدی موج کرم زد دریا — صدفِ کاسهٔ بکف بود و نیسان آمد
بیکسی بادیه بودی بسرت خضر گذشت — مور بودی بدرت تختِ سلیمان آمد
آب و رنگِ تو خزان گر نفسی برد چه غم — که بریحان و گل و لاله بهاران آمد
خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا — مرکزِ دائرهٔ گنبدِ گردان آمد
عالم ار شخص بود سینه در آن شخص دکن — و اندران سینه چه خوش بار دگر جان آمد
وقت آنست که تصریح کنایات کنم — چند گویم که فلان آمد و بهمان آمد
شد به کلکته و با دولت و صولت واپس — شاه جم مرتبه محبوب علی خان آمد
حامیِ ملّت و دین ماحیِ کفر و طغیان — حافظِ امن و امان داورِ ذی شان آمد
آنکه از داد و دهش دانش و بینش در دهر — آصفِ روئے زمین جعفرِ کیهان آمد
آن طرفدار دکن حارس شرع و ناموس — که نهیبش بدلِ قیصر و خاقان آمد
آنکه از مبدءِ فیّاض بدیوانِ وجود — اوّلین فردِ سرِ دفترِ امکان آمد
از عدوبندی و اقلیم کشائے نامش — روکه نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد
شه نظامِ ششم و ناظمِ پنجم بهرام — بے شش و پنج ششش از پنج فراوان آمد
حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزمِ بهمن — در مصافش همه بازیچهٔ طفلان آمد
چون سمند دو رکابه بمه و مهر سپهر — روز گو بازیِ یکرانش بمیدان آمد
اسپ چوگانی او را بدمِ گو بازی — کرهٔ ارض چو گو در خمِ چوگان آمد
چون فلاطونِ الٰهی ست فطین از اوّل — حیدرآباد ازان ثانیِ یونان آمد
همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ — شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد
کاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک — بسکه از صولتِ قهرِ تو هراسان آمد
خوار و خاسر ز درت خسرو و خاقان رفته — قدر بشکسته به پیشِ تو قدرخان آمد
عدل تو بسته بزنجیر شعاعش آورد — صبح را چاک چو از مهر گریبان آمد

تا دو اسپه برکاب تو دود از شب و روز — راکب دهر شب و روز شتابان آمد
با تو پرویز چه نازد بزر دست افشار — که ترا گنج زرت از مهر درخشان آمد
دشمنت را باثر شربت الماس شده — گر بکام و دهنش شربت حیوان آمد
بادم اژدر تیغت که نهنگ اجل ست — سام ابرص پسر سام نریمان آمد
از سخای دل بیدار تو هست آنچه گدا — دید در خواب بشب صبح بداماں آمد
هر یکی راست ز تشریف تو خلعت در بر — غیر از تیغ حسام تو که عریاں آمد
سرفرازی ز تو بر خصم هم آمد مبذول — گر سنان تو سرافراز بمیداں آمد
پیر فرتوت برای تو بود شیخ رئیس — طفلکی نوسخنی پیش تو سحباں آمد
شد در ایام تو گردن کش سرتاب دهر — جز کمند تو که گردن کش گرداں آمد
عالمی تشنه لب و طبع تو بحر افضال — آرزوها صدف دست تو نیساں آمد
نی از مهر یتیمان چو بهرام تر است — طرفه مهرت به یتیم دُرِ غلطاں آمد
نیست در دور تو نمر از پی سائل لیکن — قطرهٔ سائلی در نهر زباراں آمد
بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال — کمترین خرج ترا دخل بدخشاں آمد
زر بداماں گدا ریخت ز دستت پنهاں — چاک از جیب تو پیوسته بداماں آمد
نه بری آب کسی گرچه بود بادیدست — نکنی خون کسی گو همه بطلاں آمد
بجز آں آب گهر کامده در چشم صدف — غیر ازاں خوں که بسم در جگر کاں آمد
ضرب تیغ تو که تقسیم کند جو هر فرد — رفع تفریق پی جمع حکیماں آمد
ابر نیسان کفت در صدف استعداد — از پی صاحب جو هر گهر افشاں آمد
شد دواوین شعرا را ز صفات پاکت — آں مطالع که پی مهر درخشاں آمد
از ثنای تو پی قافیه سنجان جهاں — رد کش صبح دوم اوّل دیواں آمد
شاه گر قدر سخنگوی شناسد چه عجب — گو سخنگوی و سخن سنج و سخنداں آمد

میرزا داغ بہادر کہ فصیح الملک ست ‏ ‏ ‏ از سخن سنجیش استاد بدوراں آمد
شاہ در شعر پسندی چو علیؑ شیر بود ‏ ‏ ‏ داغ در شعر غزالیِ غزلخواں آمد
شاہ دینار و درم ریخت چو خاقاں بر داغ ‏ ‏ ‏ داغ از ریختہ خاقانیِ شرواں آمد
طوطیِ تازۂ ہندی ست کہ با صوت صفیر ‏ ‏ ‏ چوں کہن بلبلِ شیراز نواخواں آمد
آنکہ از رشک سوادِ رقمِ مشکینش ‏ ‏ ‏ داغ سودا بدلِ میر سخنداں آمد
ہست ہم قافیۂ غالبؔ و ذوقؔ و مومنؔ ‏ ‏ ‏ کو ردیف از پئے ایں قافیہ سنجاں آمد
داغ در بزم سخن خواجۂ شیراز بود ‏ ‏ ‏ ذوق در طرز غزل خواجوئے کرماں آمد
ذوق ہر چند گہر ریخت ز نیسانِ قلم ‏ ‏ ‏ داغ ہم بہر در ریختہ عمّاں آمد
ذوق را آب بر و بستہ شد از دستِ ظفر ‏ ‏ ‏ داغ را دولتِ محبوب علی خاں آمد
چارشنبہ کہ بود از رمضاں بست و نہم ‏ ‏ ‏ آں مہ برج شہی جلوہ فروشاں آمد
شاد آں روز دل افروز مسرت اندوز ‏ ‏ ‏ شہ بشہر آمد و در جسم جہاں جاں آمد
شہر از آرایش و تزئیں چو عروسِ نوشد ‏ ‏ ‏ شہ ز اقبال چو نوشاہ عروساں آمد
ماہ بنفت دوم مقدم شاہ دوراں ‏ ‏ ‏ کی بود ماہ چو خورشید درخشاں آمد
مقدمِ شاہ پس مقدمِ شوال بہم ‏ ‏ ‏ طرفہ عیدی ست کہ شادیش بقرباں آمد
ہر دو عید ست سعید ست و بعید ست زغم ‏ ‏ ‏ آں ازیں پیش چہ دانی بچہ عنواں آمد
عید اوّل نمکیں عید دوم شیریں ست ‏ ‏ ‏ نمکیں پیش ز شیریں ہمہ خواں آمد
عید ثانی ہمہ دانند کہ باشد شیریں ‏ ‏ ‏ عید اوّل نمکیں نکتہ بہ پنہاں آمد
میرِ محبوب علی خاں نمکیں ست و ملیح ‏ ‏ ‏ ایں سخن ثابت و مقبول بہ برہاں آمد
شاہ ما میر صبیح ست و ہمہ میر ملیح ‏ ‏ ‏ کہ ملاحت صفتِ ختم رسولاں آمد
خود رسولِ عربی گفت کہ مائیم ملیح ‏ ‏ ‏ زاں ملاحت پئے میراث بمیراں آمد
چوں مبیّن شدہ صغریٰ و مبرہن کبریٰ ‏ ‏ ‏ شکلِ اوّل پئے اثبات چہ برہاں آمد

بدعا گوش غنچۂ تن بزن از طول سخن | کہ درازی سخن شاق بشا ہاں آمد
تا بعید از رہ صورت بد و معنی ست قریب | وز قریب ست بعید آنچہ بامکاں آمد
تا بود مومن دیں شاد بعیدِ شوال | تا بعید از اثر ش صاحب کفراں آمد
شاد زایام تو پیوستہ ہمہ عالم باد | چوں زعیدِ رمضاں شاد مسلماں آمد

قصیدہ

در تہنیت عطائے خلعت و استقلال عہدہ مدار المہامی براجۂ راجگان راجہ کشن پرشاد بہادر از پیشگاہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ

(سنہ ۱۳۲۰ھ)

بر طرح مشاعرہ ضیغم صاحب

آں میمنت کہ در مہ شعباں رسیدہ است | اثبات آں ز آیۂ قرآں رسیدہ است
کز بارگاہ پاک دریں مہ تمام امور | ایجاب یا بدآں چہ بامکاں رسیدہ است
در جلوہ گاہ کون کشاید ز رو نقاب | ہر چہ از ازل بہ پردۂ پنہاں رسیدہ است
مبرم بود ہر آنچہ بتعلیق آمدہ | اسرار در مجازی اعلاں رسیدہ است
یا بد قضائے عام باندازۂ قدر | از ہر چہ در نصیبۂ انساں رسیدہ است
زاں اول از تمام کہ اولیٰ ست از تمام | خلعت بود کہ در مہ شعباں رسیدہ است
یعنی بروز فرخ ماہِ سعید و سعد | خلعت ز شہریار بدیواں رسیدہ است
فرخندہ شہریار خدیو نظام ملک | کا وازۂ عطاش بہ گیہاں رسیدہ است
از خطۂ دکن بخطا و ختن تمام | صیتِ سخا بخان و بخاقاں رسیدہ است

آں خسرو ستاره سپاهی که شهره اش | از هند تا دیار سیاهاں رسیده است
در شان و در شکوه گرفت ست جائے جم | در تاج و در نگین سلیماں رسیده است
اکرام او بصوفی و رند آمده سبیل | انعام او بگبر و مسلماں رسیده است
گر نکهتش رسید بباغ ارم چه دور | چوں بوی پیرهن که بکنعاں رسیده است
شرمی دهد بغیر ترازو زر و گهر | گر جود آفتاب به میزاں رسیده است
یک روز بیش نیست بعالم تمام سال | نوروز اگر ز مهر درخشاں رسیده است
نوروز دلفروز ز روئے نکوی شاه | در سال و ماه و هفته بیکساں رسیده است
فرخنده خلعتے که ز تاب لآلیش | آب گهر بدیده عماں رسیده است
خلعت ز لعل و در که درو تعبیه شده ست | با ماه و آفتاب درخشاں رسیده است
کاں را ازیں جواهر بیحد و بیحساب | سرمایه عظیم بنقصاں رسیده است
فرخنده داد بخش وزیر دهش گرا | کافسانه اش ز داد بدوراں رسیده است
بر مسند وزارت عظمی نشست شاد | بر کام دل چه خرم و خنداں رسیده است
بگذشت زانصرام که گردید مستقل | بدر از شرف بفرخچه شایاں رسیده است
ایں خلعت خجسته بدیوان داد گر | از بارگاه شه بچه عنواں رسیده است
دیواں بود سکندر اقبال و بهر وے | از سوئے خضر چشمه حیواں رسیده است
یا از مکارم و شرف آمد جهاں زیر | ویں خلعتش بجسم جهاں جاں رسیده است
یا گوئیش که جان بود و خلعتش چنیں | باشد حیات کز پے آں جاں رسیده است
یا بر سپهر لطف چو ماه ست و بهر ماه | انوار ز آفتاب درخشاں رسیده است
خلعت ز شهریار بدیواں رسید لیک | میر دهد وزیر که فرماں رسیده است
کوته چو شد ز دامن دولت بدور او | دست عدو بچاک گریباں رسیده است
دیواں داد گر شه جم حشم نظام | چوں ابن برخیا بسلیماں رسیده است

در عهد عدل مهد مدار مهام ملک
آمیزه و طبیعت ارکان رسیده است

در خاک و باد و آتش و آب اوفتاد صلح
آرامشی بعالم امکان رسیده است

آتش که بود در تپ محرق ز دیرباز
تبرید او ز آب بسامان رسیده است

بود آب را بمعده رطوبت سفوف مطیس
از بهر آن ز خاک بدرمان رسیده است

بحران نادرا لب بحر شد حباب
تبخالهٔ خوشی که به بحران رسیده است

هر سام خاک چون قموی بود آب ازان
بکشیده شاخها که ببستان رسیده است

تا زمهر داد او که بدورانش خلق را
هر درد دل که بود بدرمان رسیده است

آسایشی که خلق جهان داشت آرزو
در دور این خلاصهٔ دوران رسیده است

نی افترا قمیص بخون کذب رسانده
دیگر آشتی که ز اخوان رسیده است

نی اشتلم ز عشق که حسن عفیف و پاک
بی علتی در آفت بهتان رسیده است

نی از درازدستی نفس هواپرست
چاکی بجیب و دامن پاکان رسیده است

نی باد کرد سلسلهٔ موج را شکست
نی از حباب باد بزندان رسیده است

در پیش او لعذر که جیب کتان درید
از هاله ماه سر بگریبان رسیده است

شب از فراق روز کند ماتمی لباس
صبح از ملال چاک بدامان رسیده است

دستش ز بسکه گرم درفشانی سخاست
خفقان ز موج در دل عمان رسیده است

زان گرمی عطا که بگنج و گهر نمود
آتش ز لعل و جگر کان رسیده است

ملک از شگوفه کاری فصل بهار عدل
در تازگی بروضهٔ رضوان رسیده است

گر چاک کرد جوش جنون جیب و دامنی
از بیم او گرفته گریبان رسیده است

در ظل شاه نشو و نما کرد ریشه راند
مانند به آن ثمر که ببستان رسیده است

داد کش خدای عزوجل واهب نعم
آن دانش و حکم که بلقمان رسیده است

از شرم وانفعال فلاطون بخم نشست
تا صیت او بگوش حکیمان رسیده است

هر مشکلی بدانشِ مشکل‌کشا کشاد — در هر سخن بطبع سخندان رسیده است
بالاتر است شمّهٔ قصرش ز آفتاب — کایوانِ او بطارمِ کیوان رسیده است
هر خانه از قدومِ تو بیت الشرف شود — از مشتری چه ناز بسرطان رسیده است
سنجد عطای مهرِ تو بر ماه مشتری — ناهید از آن به پلهٔ میزان رسیده است
در خدمتت ز حلقه بگوشی قدر گرفت — تا صیتِ تو بگوش قدرخان رسیده است
این خوشدلی عام که دارد دلِ جهان — خاص از عطای خلعتِ دیوان رسیده است
هر سینهٔ خزینهٔ سور و سرور شد — کارِ سرور بسکه بسامان رسیده است
ایّام زار نالیِ دلها سر آمده — وقتِ تبسّمِ گلِ خندان رسیده است
صبح نشاط از افقِ آرزو دمید — تیره شبِ ملال بپایان رسیده است
عالم تمام تازه و خرّم شد از نشاط — وز تازگی بجسمِ جهان جان رسیده است
تنها نه جان بجسمِ جهان آمده بگوی — از بهرِ جان حیات بیجان رسیده است
گویم غنیؔ دعای دیوانِ دادگر — کین خلعتش کز آصفِ دوران رسیده است
بادا بادا مبارک و میمون و سازگار — تا میمنت نیرِ چرخ بشعبان رسیده است

قصیده

در تهنیت قدوم حضور پرنور خلد الله ملکه و سلطانه از دربار دهلی

نوید عیش زماهی باوجِ ماه رسید — که تاجبخش سلاطین به تختگاه رسید
چو ماهتاب که آمد بمنزلِ اکلیل — چو آفتاب که بر تختِ صبحگاه رسید
چو سعدِ اکبرِ هفت آسمان که از جوزا — بخانهٔ سرطان شادورنجگاه رسید
چو ترکِ چرخ که از قوس سوی جدیِ فلک — بعزّ و شوکتِ دیهیم و چترگاه رسید
ظفر بموکبهٔ اقبال طرقوا گویان — ببارگاهِ شهنشاه کجکلاه رسید

بچتر و تاج ملوکانہ از سفر آمد ۔۔۔ براہ راہ قبائی شہے ز زراہ رسید
بہ گلشن دکن از جانب شمال آمد ۔۔۔ بسان باد شمالی کہ در پگاہ رسید
چناں کہ ابر بہاری و باد نوروزی ۔۔۔ بسازو برگ نہال و گل و گیاہ رسید
بدار ملک خود از شہر شاہجہان آباد ۔۔۔ خدیو ملک ستاں مملکت پناہ رسید
بشہر خویش کہ مشہور حیدرآباد ست ۔۔۔ نظام آصف دوران جم سپاہ رسید
بخلد ناز فروش ست شہر از ینکہ درو ۔۔۔ لوائے دولت والائے پادشاہ رسید
عروس بخت بہ پیرایۂ جمال آمد ۔۔۔ جمال شاہد دولت بہ جلوہ گاہ رسید
تبسمی کہ نیامد بلب ز دوری شاہ ۔۔۔ شدست خندہ و خندہ بقاہ قاہ رسید
پس از فراق دو روزی دکن بحمد اللہ ۔۔۔ بظل مرحمت سایۂ الہ رسید
دکن کہ جامۂ جاں چاک زد ز دوری شاہ ۔۔۔ فگندہ است کلہ بر فلک کہ شاہ رسید
خدیو ملک دکن شہریار آصف جاہ ۔۔۔ کہ جان تازہ ز نامش بجسم جاہ رسید
ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم ۔۔۔ بفر خلعت شش تائے ہفت تاہ رسید
فلک ببارگہش چار طاق زد بزمیں ۔۔۔ کہ زیب دولت و اقبال و عز و جاہ رسید
بعون او ز ندا اسلام ضرب الا اللہ ۔۔۔ ز دار کفر اگر صوت لا الہ رسید
برات بدل نویسد بر آفتاب مگر ۔۔۔ گہر ز کاں بگدایش بدیرگاہ رسید
ضمیر حق نگرش قال ماسوا دیبے ۔۔۔ اگر تو ہم صورت ز ماسواہ رسید
بدون عرض بحاجات سائلاں پرداخت ۔۔۔ بغیر نالۂ فریاد دادخواہ رسید
بسوئے کاہ دل کہربا کشد کامروز ۔۔۔ بدرگہ کہ خداوند دردکاہ رسید
بقدر یک پر کاہی ز کوہ آسیبی ۔۔۔ زعدل او نتواند ببرگ کاہ رسید
ز آبیاری خلق تو شاخہائے نبات ۔۔۔ بجائے شاخ و ثمر در گل و گیاہ رسید
گہر ز بحر نخواہد گہے گدائے درت ۔۔۔ کہ گدیہ از کف سائل زبون گناہ رسید

قمر که لافِ غلامیِ درگهت میزد — ز داغ ناصیه بر دعویش گواه رسید
زآه و نالهٔ شبها سود دشمنت زنهار — خدنگ شد بجگر بر لبش چو آه رسید
فلک ز دور زمیں بوسدت چو نتواند — که تا در تو بایں قامتِ دوتاه رسید
ز احتسابِ تو ساقی چو رند توبه شکن — بروں ز میکده رفت و بخانقاه رسید
ز احترامِ تو صوفیِ باصفا ساده — بشال و شمله و عمامه و قباه رسید
مکارمِ تو گرفتست عرض و طول بلاد — میامنِ تو بدورانِ سال و ماه رسید
بهر لمعهٔ رایت فتاد روز بروز — ببدر پرتو روئے تو ماه ماه رسید
ستاد ترک فلک همچو بندهات بر در — دبیر چرخ چو دیوان ببارگاه رسید
مخالفِ تو نگوں سر بصورتِ هاروت — ز اوج جاه فتاد و بقعر چاه رسید
موافقِ تو چو یوسف بدستگیریِ تو — ز قعر چاه برآمد براوج جاه رسید
ضمیرِ پاکِ تو سیمائے مردمان دریافت — فطانتِ تو به پیشانیِ جباه رسید
چو سرمه گرد و غبار رهت بدیده نشست — چو سجده داغ غلامیت بر جباه رسید
ثنائے سیرت و خلقِ تو در قلوب گرفت — دعائے دولت و ملکِ تو بر شفاه رسید
فزود جوهرِ تیغ و نگیں ز دست و گفت — فروغ از سر و پایت بتاج و گاه رسید
نیافت فتنه ز قهرِ تو هیچ جائے پناه — جهاں ز فتنه بمهرِ تو در پناه رسید
کمال یافت ز مشاطهٔ دلِ تو جمال — هنر ز طبعِ تو براوج پایگاه رسید
هم از نگاهِ تو بگرفت نور جوهرِ عقل — هم از ضمیرِ تو نیروئے درنگاه رسید
ز آستانِ تو اقبال سربلندی یافت — ز آستینِ تو دولت بدستگاه رسید
محامدِ تو بروں آمد از حدِ ادراک — محاسنِ تو بآنسوئے اکتناه رسید
بهارِ تازهٔ اردیبهشت ار امانست — چو درا دا گل اردیبهشت شاه رسید
شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر — وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

که هست خسرو انجم که آسمان خورشید — فروغ بزم وزارت به شمع ماه رسید
مسلم ست ز تقویم و زیچ نزد حکیم — که آفتاب ز مهتاب دیرگاه رسید
بشصت و پنج و سه صد روز میرسد خورشید — بجائے خویش ولیکن قمر بماه رسید
غنی خموش که جا تنگ شد قوافی را — که شاہ نگاں شد و بر دعویم گواه رسید
بقائے دولت شه از خدا بخواه چناں — که در قبول توانست خواه نخواه رسید
جهاں بظل شہے باد و شه بظل الٰه — مدام تا که ز خورشید ظل ماه رسید

قصیده

در تهنیت قدوم مدار المهام راجه کشن پرشاد بهادر از دہلی

بیا که در دکن آں طرفه نو بهار آمد — که داغ بر دل رضواں ز لاله زار آمد
ز برگهائے گل و لاله و سمن هر سو — فتاده خرده مینا بر هگذار آمد
شکست شاخ شجر زیب تخته بزاز — برنگ بوقلموں بسکه برگ و بار آمد
شمیم گل چو در آمیخت مشک با عنبر — ز غصه خوں بدل نافه تتار آمد
هوائے باغ ببرد آب طبله عطار — که غنچه ها همه چوں نافه مشکبار آمد
سواد سنبل پیچیده بر بیاض سمن — شبیه کاکل پیچاں بروئے یار آمد
خمید چوں کمر مفلساں ز بار عیال — ز برگ و بار چو هر شاخ زیر بار آمد
نهال از گل خورشید و پیچ لبلابش — بشکل شاهد پا بسته چیره وار آمد
چناں ز منت ابر بهار تر گشت ست — که سر فگنده عرق ریز شاخسار آمد
بشست شوئے رخ او سحاب آب آورد — گل پیاده چو از راه پا سوار آمد
چناں ز خنده برق ابر نو بهار گریست — که گریه اش سبب خنده بهار آمد
ز غنچه چاک به پیراهنش چناں افتاد — که جیب نافه تا تار تار تار آمد

چو خوں بسینہ چو سودا بدل کہ جوش زند   بباغ جوشش گل و لالہ از بہار آمد
شبیہ عقد ثریاست تاک از طارم   کف خضیب زگل پنجۂ چنار آمد
چمن شد از گل مہتاب و غنچہائے سپید   سپہر و کاہکشاں آب جویبار آمد
زمین ز سبزہ و برگِ گل و سمن یکسر   چو سبز قالیِ کشمیر پرنگار آمد
گل و شگوفہ بہ برگ و بر از مشیمۂ شاخ   چو توامین بہ یکبار در کنار آمد
برائے تازہ دماغاں بہار بہرِ بخور   بسوخت عود بر آتش کہ از چنار آمد
بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر   ز لالہ سوخت کہ داغش سپند وار آمد
چمن ز باد چو شطرنج عرصۂ بازی ست   کہ گو کنار چو طفلاں نی سوار آمد
ز باد راز دلِ آب شد بخاک نہاں   ز آب راز دلِ خاک آشکار آمد
گریست ابر کہ آبش بخاک ریخت ہوا   بخندہ رفت چمن کابر اشکبار آمد
ز برگ مہرۂ غنچہ نماید و پوشد   چو شیشہ باز صبا شوخ دستکار آمد
بفرق خویش ز آسیب باد می جنبد   نہالِ گل چو عروسیکہ سایہ دار آمد
قوائے نامیہ ز احیائے مردگان نبات   بکارخانۂ تکوین مسیح وار آمد
چناں برائے جہاں شد نسیم عطر فشاں   ق   چناں بروئے جہاں رنگ زر بہار آمد
کہ شد شمیم اگر خاست از بخار بحار   شدہ عبیر اگر از ہوا غبار آمد
زمیں چو رازِ دلِ خود نہاد در صحرا   ز رشکِ خار بدامانِ کوہسار آمد
شگوفہ ہا ہمہ اطفال گلبن ست ازاں   ز شاخ و برگ بگہوارہ و کنار آمد
بطفل غنچہ دہد شیر شبنم شاداب   قماط برگ گل و مہد شاخسار آمد
ازاں بشاخ وزد صبح نرم نرم نسیم   کہ ہر جنبشِ گہوار سازگار آمد
صبا زند بلبِ طفل غنچہ نرم انگشت   بسانِ دایہ کزاں گل بخندہ زار آمد
چکید شیر دمادم ازاں ز پستانش   کہ ابر دایہ شد و نخل شیر خوار آمد

بجواب کردن اطفالِ غنچہا تا نو — نوائے فاختہ و طوطی و ہزار آمد
کشاد و بست رہ گریہ و درِ خندہ — چو ابر و برق گلستاں بخندہ زار آمد
برنگ پشت چمن روئے دشت در ہر سو — بود قماشش کہ پشتش چو روئے کار آمد
چنیں شگفتگی و ایں شمیم در رنگ بہار — طلسم وار بچشم شگفت زار آمد
شگفت ماندم و گفتم کہ اندریں ایّام — طراز تا بجہاں را بروے کار آمد
ببرگ ریزِ خزان در زمانِ اسفندار — بہار از چہ بہ گلزار روزگار آمد
نہ نافہا ہمگی از ختن شمال آورد — نہ نکہ با ہمہ از طرف کوہسار آمد
نہ جوشش نشو و نما و نہ اشتعالِ ربیع — نہ ابر بیش ز اندازہ دجلہ بار آمد
نہ آفتاب چو یونس برآمد از ماہی — نہ در حمل پئے نوروز روز بار آمد
نہ ہمچو جامۂ یوسف بدیدۂ یعقوب — صبا بطبلۂ مشک از سوئے تتار آمد
پس از چہ روئے بدیں رنگ باغ عالم را — بہ از بہشت نضارت ببرگ و بار آمد
خرد بگفت مگو کاب رفتہ گلشن را — ز ابر موسم و دریا بجوئبار آمد
کہ ایں نضارت و نزہت بہ گلشنِ گیہاں — ز فیضِ مقدمِ دستورِ شہریار آمد
وزیرِ اعظم شاہی کہ سنجر سلجوق — بہ پیشِ فرّ و شکوہش چو پیشکار آمد
خدیو آصف سا دین نظامِ ملک دکن — کہ تاج بخشِ سلاطینِ نامدار آمد
بلند رتبہ وزیری کہ پیشِ طاق درش — چو آستانہ فرو بام نہ حصار آمد
بشد بدہلی و از دیسرائے سر بحجاب — گرفت پیشتر از شہ چو پیشکار آمد
دلیل آنکہ خطابش چنیں ز دل داد دست — ہمیں کہ مہر ز دلِ نامش آشکار آمد
دو روز سکے کہ نہاں شد ز دیدہ چوں عنقا — در آشیانہ دولت ہمائے وار آمد
زمانہ شاد کہ شد بخت یار و کام روا — نہال بخت کہ دستور بختیار آمد
نشاط طرفہ بجانِ جہانیاں بگرفت — روانِ تازہ بجسمِ جہانِ زار آمد

بصدر بزم وزارت نشست و غوغا خاست — که مایهٔ شرف و عز و افتخار آمد
فلک جنیبه کش و ماه غاشیه بردوش — اسد بطالع و بهرام نیزه دار آمد
سپهر پیر نهادست عقل کل نامش — که در حساب خرد فردِ روزگار آمد
زهی ضمیر منیری که همچو جام جمش — نهان انجم و افلاک آشکار آمد
صفای گوهرِ پاکش بپاکیِ گوهر — دلیلِ محکم و برهانِ استوار آمد
شکسته است قلمها سپهر بر دستش — دبیرِ چرخ قلم بند در شمار آمد
هلال بر سمندش ز نعل حلقه بگوش — قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد
مدار کار نه افلاک بر مدارایش — که بارگاهِ رفیعش فلک مدار آمد
فلک بسنبله چیده ز خرمنش خوشه — جهان ز خوانِ نوالش نواله خوار آمد
بطاق بارگهش چون کتابه کاهکشان — ز کلک تیر فلک سطرِ زرنگار آمد
ببین نتیجهٔ آبای علوی و سفلی ست — گزین سلالهٔ ارکانِ هفت و چار آمد
ازان بصورتِ پرکار بر درش گردد — که چرخ و بارگهش مرکز و مدار آمد
یسارِ او بکرم ملک را یمین افزا — یمینِ او بجهان ملک را یسار آمد
سپهر منزلتا آفتاب سیمایا — که بحر و کان پیِ گنجت خزینه دار آمد
مآثرِ حسناتت بخاص و عام رسید — مکارمِ تو بهر ملک و هر دیار آمد
تو شاد باش و همین طور خیر جاری کن — که خیرهای کریمان بیادگار آمد
نگاهدار حقوقِ خدا و خلقِ خدای — خدای عز و جلت نگاهدار آمد
غنی ست مدح سرایت چو گنجوی گنجور — که بر مفارقِ مدحت زرش نثار آمد
ز ریست پخته و صافی و سیم خام آسا — که لطف جوهرِ او را عیار عار آمد
ببوته جگرش آنچنان گداخت که زر — درست مغربیِ جهر کم عیار آمد
شنیده اند ز خسرو طلای دست افشار — ز گنجِ طبعِ وی اینک برون بکار آمد

تراست دست زرافشان زہمت دست فشان آ | چنیں زرے بجہاں دست ساز گار آمد

قصیدہ

در تہنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پرنور

خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دمے کہ کرد دگر از افق سپیدہ ظہور | بحکم فالق اصباح گشت شب کافور

طلیعۂ شہ خاور بزنگ زد شبخون | سپاہ روم شدہ باستۂ حبش مفرور

زباختر بسوی نیمروز و شام شتافت | گرفت مشرق و مغرب مظفر و منصور

فلک بہفت قرأت ز ہفت سیارہ | چو خواندہ مصحفِ برج دوازدہ چو زبور

زختم سورۂ واللیل با قراءتِ شام | چو ابن عامرِ شامی وقاری مشہور

بخواند سورۂ والشمس والضحیٰ والفجر | فراغ یافت زختمِ شبینۂ ماثور

کشاد صبح چو تفسیرِ قاضیِ بیضا | ورق نوشت ز سیپارۂ در منثور

فگندہ سر بسجود تلاوت ست نجوم | کہ خواند مہر بمحراب صبح سورۂ نور

برآمد آب حیات از درون تاریکی | بکان قیر دوید آب چشمۂ کافور

برآسمان شفق و آفتاب و ظلمت شب | بود چو آتش و انگشت و قرص ناں بہ تنور

خطے بسطح سیاہ از افق سپیدہ کشید | شبیہ قشقۂ ہندو ز صندل و کافور

شفق بغبر اشہب عبیر سرخ آمیخت | چو چشم لالہ عذارانِ میکشِ مخمور

سپیدہ دوخت زر دو زرِ افق بدامن شب | سجاف سادہ بطرفِ قباچہ سیفور

نمود خشت زرِ سرخ کیمیائے سحر | قراضۂ زرِ انجم کہ بود چوں کافور

گداخت آہن شب از آتش شفق تا ساخت | درست مہر کہ شد زر مغربی مشہور

کشید مرغ سحر خواں چو نالهٔ شبگیر ‌ ‌ ‌ در آشیان خفا گشت شپرهٔ مستور
سپیده برد ز گیتی سیاهی شب تار ‌ ‌ ‌ افق زدود ز آفاق ظلمتِ دیجور
پس سواد بیاضی نمود روز افزا ‌ ‌ ‌ نه آں بیاض که آمد پسش سواد چو طور
در آں بیاض که آمد کلیم رفت ز هوش ‌ ‌ ‌ دریں ز خواب بر آیند با کمالِ شعور
مگر تجلّی طور و تجلّی ایں صبح ‌ ‌ ‌ نظیر اوّل و ثانی بود ز نفخهٔ صور
شگفت بیں که بچشم جہاں ز نیل و نہار ‌ ‌ ‌ بیاض جائے سواد است در نظر منظور
من ایں شنیدم و گفتم که طرفه بوالعجبی ست ‌ ‌ ‌ سواد مایهٔ دید است نے بیاض چو کور
سروش گفت که یاوه مگوی و ژاژ مخای ‌ ‌ ‌ ز پے نبرده ای از سرسری بسرِ امور
شگرف کاری نیل و نہار اگر دانی ‌ ‌ ‌ ببیں سیاه و سپید جہاں بچشم شعور
چنیں بیاض به است از سواد مردم چشم ‌ ‌ ‌ که خاست از سحر عید و صبح شادی و سور
صباح عید شہِ کامراں که عیشش را ‌ ‌ ‌ طراز بزم بود از نعیم و حور و قصور
شہنشہے که به بزمش بساغرِ خورشید ‌ ‌ ‌ فلک ز خوشهٔ پروین دهد مئے انگور
خلفے گان سلاطین و خسروِ آفاق ‌ ‌ ‌ خدیو آصف جاه و نظام ملک حضور
علو رتبه چو آیت بشان او نازل ‌ ‌ ‌ بلند عزم چو رایت بدست او منصور
نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس ‌ ‌ ‌ تبارک الله ازیں دستگاه شعر و شعور
نسق گرفت ز نظمِ تو کار ملت و ملک ‌ ‌ ‌ جہاں ز عدل تو گردید از نفیر نفور
همه امور ز دستِ تو انتظام گرفت ‌ ‌ ‌ جز اینکه از تو پراگنده و شد دُرِ منثور
نهاد خوی تو حرفے بناف مشک تتار ‌ ‌ ‌ فگند ناف وقارِ تو قاف را ز قصور
زمین نشست و ز نگاه زمین فغاں برخاست ‌ ‌ ‌ بنائے حلم تو دارد گرانیِ موفور
نشست کوه ز دعوی و آسماں برخاست ‌ ‌ ‌ که حلم و قدر تو آمد زیاده از مقدور
یکے ست مرکز ثقل زمین و مرکز جسم ‌ ‌ ‌ شد از وقار تو بعضش ثقیل چوں معمور

بود معدل لیل و نهار انصافت | که شد بچرخ نهم بارگاه تو مشهور
براستی نرسد رای مستقیم ترا | که در بنا دخط استواست خم مستور
مسخرند بامر تو مشتری و زحل | دلالت ست ز آثار بر بهرا ز ظهور
نکوست بخت بهی خواه دولت قاهر | بسعت طالع واژون دشمن مقهور
پی محب و عدویت بود قضا و قدر | چو بهر عاد و حبیب خدا صبا و دبور
چو ماه مهر تو پرتو دهد فتد ز میان | خلاف لیل و نهار اختلاف ظل و نور
بخدمتت چو دوید نه هفت سیاره | سپهر گفت لقد کان سعیکم مشکور
کند ز رای رزین تو مهر کسب ضیا | چنانکه ماه ز خورشید استفاده نور
مدام زهرهٔ شب خیز کسب بیداری | کند ز بخت بلندت که چشم بدزان دور
نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی | بعینه چو سواد بیاض دیدهٔ حور
کند قیامت از احیای معنی مرده | صریر کلک سیاهت که هست ثانی صور
رسد بنظم تو تعبیر گوهر منظوم | سزد به نثر تو تفسیر از در منثور
انامل تو مدارات بهر لیل و نهار | نقاط کلک تو مرکز پی سنین و شهور
بود ضمیر ترا راز مستتر بارز | مقدر ست برایت مشابهٔ مذکور
ببست دست سخایت لب دهان سوال | کشاد کلک تو باب معانی مستور
شد از سخای تو معدن بخاک از آن گویند | که بود کان و کنون شد چو لم یکن مذکور
زجود تو که تهیگاه سایلان پر کرد | تهی شده کمر کوهسار و جیب بحور
قرار در کف راد تو هیچگاه نیافت | بجز عنان صبا سیر باد پای ستور
بشکر تو متکلم چو حاضران غائب | به نعمت و کرمت معترف اناث و ذکور
نیا و فصل ربیع آید و نه فصل ربیع | که فضل و بذل تو باشد بهر زبان مذکور
فراغ و عیش ز عدلت برای جن و بشر | چو آب و دانه ز جود تو بهر ماهی و مور

بپاسِ شرع بجز شینِ راعدالتِ تو
فگند تفرقہ ہا در نہادِ جمعِ شرور

نراند دست گرفتہ بہیچگاہ ز قہر
بجز حسامِ تو بفرقِ ستمگرِ مقہور

در آستینِ تو از دستِ سخاوتِ حاتم
بر آستانِ تو فرقِ بلندیِ فغفور

چو کید رائے تو گرد و کمند گردنِ ہند
بہ کید رائے نہ جیپال ازاں بہ ہند نہ نور

زبون و خوار چو کافورِ خوار دید او را
عروسِ ملک ازاں باتو شد ز فور نفور

بقلبِ لشکرِ شاہاں توئی امامِ اُمم
بصدرِ بزمِ سلاطین توئی جمِ جمہور

ہزار کاسہ شکست ست بر سرِ خاقاں
نہیبِ گرزِ گرانت چو کاسۂ فغفور

شکستۂ تو سرِ دشمناں بروزِ نبرد
چنانکہ محتسبِ شرع کاسۂ طنبور

بروزِ بزمِ تو ترکِ فلک سپہ سالار
بدورِ جامِ تو جمِ محرمِ سرائے سرور

زمینِ عہدِ سعیدِ تو صبح و شامِ دکن
نظیرِ صبحِ ہرات ست و شامِ نیشاپور

چنیں نہ صبحِ بنارس بود نہ شامِ اودھ
کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور

زکوہِ طور مپرس و زکوہِ نور مگوے .
دکن شدست ز مہرِ رخِ تو معدنِ نور

تو شاہِ عادل و عاقل تری ز عادل شاہ
بجا کہ حیدر آباد ست رشکِ بیجاپور

اگرچہ شوکتِ ایں شہر بیش ازیں بیش ست
بفرِّ دولتِ آبائے بندگانِ حضور

زحرفِ ہر دو ہویدا بود چو بشماری
کہ بر مزیتش آمد دلیل دالِ صدور

چو گشت شاہ دریں شش جہت نظامِ ششم
شد از جمالِ ایں ازاں لقبش پر نور

زنامِ ہر دو چو حرفِ مکرّر اندازی
ہماں شش ست کہ زاید بود بغیر قصور

چہ دل بنغمۂ غالب دہم کہ خوش نسرود
نوائے مدح زقانونِ حفظ مرتبہ دور

تجلی کہ زموسیٰ ربود ہوش بطور
بشکلِ کلبِ علی خاں دگر نمود ظہور

اگر تجلیٔ رویت بطور بودی نہ عکس
بہ ہوش نامدے موسیٰ مگر بروزِ نشور

شمائلِ تو ز محبوبیِ علی پیدا ست
حقیقتے زاضافت گرفتہ است ظہور

عزیز نام تو نام خدا ابلی ز سما
نزول یافته اسما به گفته مشهور

شها سپهر جنابا ترا مبارک باد
قدوم عید سعید التقا و جشن سرور

من از دعا و ثنایت بمعنیم نزدیک
اگرچه دور بصورت فتاده ام ز حضور

دعای من به بقایت بدو ز نزدیک ست
که می برند بقرب اجابتش از دور

ثناگر تو بجز من کسی نمی شاید
به نذر شاه چه آرد گدای بی مقدور

منم غنی و گدا هست هر که غیر غنی ست
غنا و گدیه ز یک دیگرند دور و نفور

منم که پای من آمد بگنج از معنی
بدستگاه فزونم ز گنجوی گنجور

امیر خسرو وقتم نه طالب و نه فقیر
نه بی نوا و نه مفلس چو مشهدی مشهور

پرست کیسه اسم من از نقود نقاط
چو جیب طبع ثنا سنجم از درر منثور

کجا رسید نظیری به بی نظیری من
اگرچه آب رخ اوست خاک نیشاپور

بشیوه که ز شیوا بیانیم دانند
نه راه سنج شفائی شدست و نی شاپور

نهفت روی به غیبت حضوری ز نظمم
خفای است ظهوری چو آمدم به ظهور

کشد چو مطرب کلکم نوا براه حجاز
چو در عراق رود ز اصفهان و نیشاپور

جریر و جاحظ و اخطل لبید و اعشی را
کفن شود ز مسرت قبا میان قبور

نیم اگرچه ز همدان ولی همه دانم
بیان معنی من چون بدیع سعد مشهور

بلند تر ز حریری بود مقامتم
که راویم چو ابو زید نیست ناقل زور

معلقات عرب پیش نظم افتاده است
ز طاق کعبه دل در میانه مهجور

ز لاف توبه ولیکن به نعمت یزدان
ز بیش و کم نتوان بود کافر و نه کفور

برای نام غنیم هزار شکر کنم
خدای را که قلیل اند از عباد شکور

غنی ز قلب شود یمین و غین راست هزار
هزار شکر که آمد ز قلب شد مشکور

قصیده

کاکل برو چو ماه رخِ سیمبر شکست — بالید شب بخویش که قدر سحر شکست

صد طبلهٔ عبیر بجیب صبا کشاد — بند قبای تنگ چو از دوش بر شکست

شور تبسم تو نمک زد بزخم گل — شیرین لب تو قیمت قند و شکر شکست

چشمم بگریه آب ز ابر بهار برد — لعلت بخنده رونق گلبرگ تر شکست

افشان عارض تو ز پروین ربود تاب — تاب رخ تو چشمهٔ شمس و قمر شکست

لعلِ لبت عقیق یمن از بها فگند — دندان آبدار تو نرخِ گهر شکست

از راستی بقد بلند تو می کشید — زین لاف شاخ سرو صبا سر بسر شکست

آن کاکل رسا بکمر مشکن و گذار — کز نازکی مباد رسد بر کمر شکست

بیمار نرگست طلبد جان و تن دهم — ترسم دلِ مریض نه بیند مگر شکست

آن ابرو مژه بجگر ناوکم فگند. — وان چشم و غمزه در رگ جان نیشتر شکست

از روی دلفریب تو عالم شکسته شد — آید بهر درست بدور قمر شکست

از تندی نگاه تو چون ناله در گلو — اشکم بچشم و آه درون جگر شکست

بار غم تو پشت شکیبم شکسته بود — اکنون ز درد هجر تو بار دگر شکست

بشکستهٔ دلم بستم بار ها کنون — مشکن که خوب نیست ازین بیشتر شکست

ورنه به پیش شاه شکسته پناه خلق — نالم که بار عشق بتانم کمر شکست

شاه دکن که گرز گرانش بروزِ رزم — بر لشکری که خورد کمر در کمر شکست

شاهِ جهان پناه و خدیو نظام ملک — کو پنجهٔ ستم بکفِ داد گر شکست

صد تخت را بفرق خداوند تخت زد — صد تاج را بپای شهِ تاجور شکست

میکرد لاف با کفِ گوهر فشان او — دریا شد آب و دل لبِ ابرِ تر شکست

در ننگ بار قهر سراسیمه دشمنش
بشکست ننگ بر سر و بر ننگ سر شکست

شیرِ خدا چنانکه بخیبر شکست صف
صفهائے خصم شاه بحکم ظفر شکست

بهرام صولتے که بهنگام کارزار
تا آستین شکست عدو را کمر شکست

صد خصم خام آرزوئے پخته در رزم
از هیبتش چو آه درونِ جگر شکست

شاهینِ شهریار که عنقا شکار اوست
سیمرغ را بقاف همه بال و پر شکست

سرپنجه اش بقوتِ بازوئے بهمنی
دستِ شجاعتِ پسرِ زال زر شکست

نرخ گهر نماند ببازار جود او
بازار ابر و بحر ز بذلِ گهر شکست

آبش دگر فزود بهارِ کرامتت
گر آتش خزان نم گلبرگ تر شکست

خصم اجل گرسنه ز تیغت چو زخم خورد
خوش ناشتا ز ذوق بپای ماحضر شکست

بشکست شحنهٔ تو سرش را اگر عدو
طرف کلاه خویش ز نخوت بسر شکست

دستِ سخائے حاتم طائی در آستین
افضال بیکران تو از بذل زر شکست

تیغ و علم سپرد بدستِ تو آفتاب
. بر تو قلم عطارد صاحب هنر شکست

کیوان ز شرمِ کاخ بلندت نشست پست
برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست

رخشِ تو دم ز ناز براسِ ذنب فشاند
وز سُم نشان لعل بروئے قمر شکست

جمشید را ز تخت تو افزود پایهٔ
افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست

فغفورِ چین ز تیغ تو گردن نهاده است
جیپال را ز گرز گران تو سر شکست

نام تو شان سنجر و قیصر بباد داد
شانِ شکوه خسروِ خاقان اگر شکست

خصمِ گرسنه مرگ که از جان شدست سیر
ناهار زاب خنجر و تیغ و تبر شکست

دستت بجیب خشک و تر از بس گهر فشان
ناموس مایه داری هر خشک و تر شکست

از تیغ برق تابش و از کوس رعد شور
چشمان و گوش خصم تو چون کور و کر شکست

آمد ز کینه رایتو در دام کید لئے
فوراز وفور فوج ظفر موج بر شکست

خصم تو خواب و خنده و امید و آرزو — از بیم و درد چشم و لب و دل جگر شکست
آشوب دار و گیر تو در جان دشمنان — غوغای رستخیز ز هول حشر شکست
شاها توئی پناه هنر ورنه در جهان — آمد بنقد رائج علم و هنر شکست
دریاب ورنه کشتی خود را هنر بخشک — بستست و سیل حادثه‌اش پل بحر شکست
جاوید زی چو خضر بعز هنر مباد — گویند خلق کشتی او را خضر شکست
مداح تو غنی ست که نظم لآلیش — نرخ گران بهای لولوی تر شکست
تا با ظفر تضاد و جدال شکست هست — ق — تا در عدو همیشه کم ست از ظفر شکست
خصم تو باد خوار چو خاشاک گردباد — پیش آیدش ز بسکه بزیر و زبر شکست

قصیده

چه خوش ست سال سی و نهم و قدوم مه رجب — پی عمر آصف جم حشم و لحمد رب مواهب
چه رسید سال مبارکش بسلامة و کرامة — به کشود کار جهانیان و لفوزهم بمطالب
گرهی زدند برشته‌اش بمیامن و مکارم — کف و جیب خلق شدست پر بر غایب و غرایب
دم مقدمش همه دوستان عنق الیه صبابة — همه دشمنان شده چشمها فلحظن لحظ مراقب
شه کامران جهانیان بصلاته و سماحه — و سخاءه و عطاءه فلهم ملاذ مآرب
ظفر و مکانت و مکرمت کایالة و بسالة — برکاب دولت او دوان اخذت عنان جنائب
بدیار خاور و باختر افلت نجوم ملوکها — چو دمید مهر جلال او بمشارق و مغارب
گذر از فسانهٔ حاتمی بازار وصف سخائه — که حکایتش که شنیده مرجبت بشوب شوائب
چو قلابه‌های کمند او بلغت بعنق حسوده — بگرفت فندرگ گردنش و تعلقت بشوارب
و بهرش غذای بخوان شان کمراضع لرضیعها — شده مرگ جملهٔ دشمنان لحسامه کرائب
چو تفنگ او اثر و صاعقه رایت او دان ضرابه — بود آن ضریبه صارمش که تقلبت بقوالب

زفیض او چہ بگویمت لقد استفاض حدیثہا — کہ رسید صیت سخای او بجنائب و جوانب
شدہ زخمہائے حمایل لحسامہ یا کفہ — بکنار و گردن دشمناں کقلائد لترائب
چو عقاب تیغ تو هندت دأت اصطیاد جسوده — بگرفت گردن و دوش او و تخطفت بمخالب
رخ تو پیادہ اگر نهد فرس الخیول کراجل — چہ عجب کہ تو فرس افگنی الثبات کل کتائب
کف وآں سیوف صوارمت کمخالب الغضنفر — کہ بماند هر چہ زصید او وفا کالہ لاکالب
بکمین دشمن تست اجل لیعاقبن عقابہ — بزرگمان سلامتی کہ عدا وخیم عواقب
تو دریدہ جگر عدو بثواقب وصوارم — تو بریدہ سر دشمناں بقواطع وقواضب
بنود عجب کہ بدل کنند خمارہم بلثامهم — کہ زبیم تیغ برهنہ تو تلبسوا بجلابب
چو بخورد زخم دماذش کسحابۃ بسکوبہا — بہ گلوی عدوی زخنجرت فجرت عیون شوارب
دل عالمے بلقائے تو کفرشتہ لسراجہا — ہمہ مضطرب کرضیعۃ لفراق حجر رباب
بود آستان بلند تو لهم کقبلۃ حاجۃ — کہ نهند رخت رکیب خود فمناخۃ لرکائب
بجناب تو همہ عالمے لتمیل میلۃ رغبۃ — کہ مکارم تو دل از جہاں جذبت اشد جواذب
بہ بیار ملک یمین تو کرباعث لولادها — کہ وفور بذل و مکارمت متکفل لمآدب
دل وہ دانش و دہش وکفت متمنیات خلائق — بہ بغل گرفت ز مرحمت فحضنہا کربائب
بہ رفع کوشک و دولتت خفضت تصور قاصر — کہ شد ارتفاع مدارجت لهم انکار مناصب
بہ طلوع کوکب بخت تو ملاء الخلاء وبوذہ — بجمال دیدہ فروز تو کشفت جمیع غیاہب
نصفت چو با توی با وفا بجلبہا وحلالہا — بکنار کلک و بنان تو متضاجع کصواحب
ز وفور بذل و کرم تو لی کغمامۃ یسکبہا — کہ ایادی کف راد تو وصلت بکل جوانب
چو رسوم عدل و مکارمت کسرت شئون اکاسرہ — بشکست فر و شکوہ شاں فمنا ذلت بمراتب
تو فرید دہر مکارمی ملکت لجۃ کسرابۃ — تو یگانہ بسخائے خود بکب حاتم کحباب
چو بہر زنگہ فرس افگنی فرجالهم کنسائهم — چو زنی بہ لشکر دشمناں فاسودهم کثعالب

زنیب جاه و جلال تو جلبت علائك فاقلعوا
فتجلببوا بطیالس و براقع و جلابب

نبرد عدو ز تو جان اگر خواطری بذلك
که ز خنجر تو جراحتش لتكون غیر جوالب

چو فتاد گرز گران تو بر و سهم و تکسرت
فتجوفهم لنصل ودهم وصل ودهم لاكالب

کف و دست گنج فشان تو تتشنا کلت بسحابة
که رسید بذل و مکارمت بمعارف و اجانب

ز فضائل تو فسانه شد خبر سخاوة حاتم
که ز تاب مهر جهان فروز محا لموع کواکب

دل تست ابر گهر فشان و غائب کقطرة
کف تست لجه بحر و یم و انامل کحوالب

کرمت بگونه تازه چو همی رسد به جانیان
فحلائب لطائف و طرائف لحلائب

بود از سخای تو بهره لصلبهم و طبعهم
بود از ثنای تو داستان لاباعد و اقارب

ظهور جود نوال تو علمت حکایة حاتم
که بود شهود معاینه علما لجنسم جوائب

بود آستان بلند تو بضیاء کوکب مجدلك
چو بلند خیمه آسمان که تنورت بکواکب

چو غنی بنده بدرم یصف جمیلك دائما
چو دعای دولت مجدک بجناب رب مواهب

چه عجب جواهر نظم او بنظام سلک قبولك
بود از برای عروس جان کقلائد لترائب

قصیده

دور از دلدار خوش باشد بسامان زیستن
خاک بر سر باد و درکف چاک داماں زیستن

پای تا سر در میان آب و آتش همچو شمع
گه ز غم سوزان و گه از دیده گریان زیستن

گه بدشت آواره و اسیمه همچون گرد باد
گه بشهر آماجگاه سنگ طفلان زیستن

گه خراشیده بناخن روی ریش سینه را
گاه بشکسته بزخم دل نمکدان زیستن

گه ز حسرت بر نشاط خلق گریان همچو ابر
گه بخود از یاس همچون برق خندان زیستن

آتشی در پنبه داغ نمایان ریخته
بخیه بکشاده ز چاک زخم پنهان زیستن

جان و دل از دست داده با تن زار و نزار
دست بر سر پای در گل خوار و حیران زیستن

چوں صدائے نالۂ زنجیر بیرون و درون
پائے در زنجیر و وارفتہ ززنداں زیستن

رخنہ ہا انداختہ در پردۂ ناموس و ننگ
چاک ہا افگندہ در جیب و گریباں زیستن

چوں کباب نیم خام از سوز دل نم در جگر
چوں چراغ صبحگاہی سینہ سوزاں زیستن

گاہ تلخاب جگر در کام دل ریزاں زغم
گہ ز دل خاکستری در دیدہ بیزاں زیستن

گفتم اے آرام جاں چوں سر کنم روز فراق
زانکہ مردن خوشترم آید ازینساں زیستن

گفت ہجرانم بلائے جانستاں باشد بلے
ہر کسے را نیست در وی سہل و آساں زیستن

زیستن خواہی اگر آسودہ می باید ترا
در پناہ خسرو جمشید دوراں زیستن

زندگی با طول و عرض عمر میدانی کجاست
جز بعہد آصف ملک سلیماں زیستن

میر محبوب علی خاں آصف سادس نظام
آنکہ در دورش تمنا داشت خاقاں زیستن

خسرو دارای دیں کز ہمتش اہل اسلام رست
ہم مسلماں مردن و ہمچوں مسلماں زیستن

داد دور شاہیکہ ہر کس راست در دورش نصیب
با فراغ خاطر و با ساز و ساماں زیستن

گر خضر دانستی از اول نکردی التماس
جز بخاک درگہت با آب حیواں زیستن

آصف جمشید اگر میدید ملک جاہ تو
گفتے ایں طور یست با ملک سلیماں زیستن

از حیات جاوداں خوشتر شمردی یکنفس
در پناہ پادشاہ روئے گیہاں زیستن

با بزرگیہائے عزم و حوصلہ کو چکدل است
جان تازہ یافتہ زیں ساز و ساماں زیستن

دور از بزم نو آئینش بگلزار جہاں
مرگ پندارند آری حور و غلماں زیستن

میزید رضواں ولیکن از فراق بزم شاد
می شمارد آیۂ افسوس و رماں زیستن

از سبک روحی تو بر خویشتن بالد حیات
واز حیات روح آسائے تو نازاں زیستن

گردم معجز طرازت رُو با عجاز آورد
می تواند قالب ارواح بے جاں زیستن

دولت صد گنج قاروں از برائے زندگیست
وانپئے مدح شہ برجیس ایواں زیستن

دشمنت یاد اجل کردی ز ہیبت در حیات
در عدم بنہاد خود بر طاق نسیاں زیستن

چون بقاء شاه خواهند از خدا وارند دوست | وحش و طیر و مرغ و ماهی جن و انسان زیستن
جز بعهد عدل عهد خسرو ملک دکن | خلق را مشکل بود در دهر آسان زیستن
میکشد دامن ز عمر خضر و آب زندگی | در همایون عهد محبوب علی خان زیستن
ای بدورت بی خبر از گردش گردون حیات | وی بعهدت بی خطر ز آسیب دوران زیستن
زنده گر از شکر نعمتهای تو دم درکشد | مرده باشد که بردی هست تیان زیستن
زنده جاوید باش ای سایهٔ فضل اله | کز تو دارد منت بسیار بر جان زیستن

قصیده

بنا میزد چو غیر بزد بجز آب ابر نیسانی | کف بحر کرم دستور اعظم از در افشانی
امیر داد گر دستور دانشور دهش گستر | خرد پرور هنر پرداز چون میر علی خانی
عطا بخشی درم ریزی در افشانی که در دورش | زر و گوهر گران سنجد گدای او ز ارزانی
کفش بحر نوال و کان جود و ابر بخشایش | رخ او شمع طور و صبح عید و ماه نورانی
خجل از خوی مشکیں بوی روح افزای دلجویش | شمیم باد نوروزی و موج آب حیوانی
رخ خوبش تجلی زار شمع وادی ایمن | ضمیر صافیش آئینهٔ اسرار یزدانی
کریمی کاید حاتم سر راهش بدریوزه | عظیمی کاوفتد بر درگهش دارا بدربانی
هنر سنجی که فرمودست تا رسم هنر زنده | شده نام علی شیر از فروغ نام او فانی
فراوان دیده لعل و گهر آن حاصل کان را | نگیرد جز بدست کم عطایش از فراوانی
ایا ابر کرم دریای بخشش کان بخشایش | که شد بذل تو یاقوت و در و لعل بدخشانی
ایا فیاض دهر و حاتم دوران که در عالم | پناه گیتی و ناز جهان و فخر گیهانی
ایا حکمت پژوهی دانش آموزی خرد سنجی | که ته کردند در پیش تو زانوی سبق خوانی
چه فارابی مشائی چه افلاطون اشراقی | چه فیثاغورس مصری چه بطلیموس یونانی

ایا بر جبین طالع مشتری طلعت کز این خوبی	ثریا منزل و خورشید جاه و آسمان شانی
گر از دریا دلی رشحی به کام تشنه ام ریزی	چه کم گردد محیط اعظمت را از فراوانی
ز بستان معانی بسته ام گلدستهٔ رنگین	که از ریحانیش گردد مشامم روح ریحانی
دل آسا بوی او چون خوی دلجوئی تو جان پرور	فره زان رنگ او چون روی پر نورت فروغانی
کتاب فارسی تالیف کردم تازه ترتیبی	کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کین لغت را مصدر بر حرف صلیه است	که تا بینندهٔ در ترکیب بیند روی آسانی
رود بر نقش پای پیشوایان سخن گستر	در آید چون زبان دانان به بزم فارسی دانی
عیار هندیان فارسی گو را نکو سنجد	شناسد شیوهٔ شیوه زبانان ایرانی
بهر حرفی سند آوردم از قول سخندانان	نشانیدم بکرسی بی سخن حرف زباندانی
پریشان نسخه ام سر رشتهٔ لطف تو میخواهد	که در شیرازهٔ جمعیت آید از پریشانی
زند نام نکویت غازه بر رخسار عنوانش	کند مهر قبولت بخت روگاهش فروغانی
چنان از زنگ اقبالت نگارین گردد این نامه	که بر طاق فراموشی نهد از زنگ رامانی
بماند نام نیکت جاودان زین نامهٔ نامی	بقدر ماندن جاوید نامان جاودان مانی
بود بر افتخار دودمان دولت آصف	بعهد خسرو جمجاه محبوب علی خانی
مه و سال و شب و روز و سحر شامت بود یارب	بدین دولت و داد و دهش دانش فراوانی
طفیل خواجهٔ دنیا و دین محبوب حق برحق	طفیل غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی

قصیده

سپهر اگر پی تعظیم در جهان برخاست	پی خدیو زمین آصف زمان برخاست
خدیو آصف سادس نظام ملک که او	بدو دمان شهی فخر دودمان برخاست
نظام ملک دکن کز جلال او خورشید	زمین زدو ربوسید و آسمان برخاست

نهاد تاج بسر چوں شہ سپہر سریر — صدائے تہنیت از چرخ و اختراں برخاست
بروز رزم چو شمشیر از نیام کشید — ز ساکنان فلک بانگ الاماں برخاست
بہ زر نشاند جہاں سکۂ کرم دستش — کہ نقش بخل ز لوح دل جہاں برخاست
چو پور زال بود پیر زال باز درش — ز پیر زال چہ خیزد چو با جواں برخاست
چو تافت نیر رخشان رائے روشن او — فروغ از رخ خورشید خاوراں برخاست
ز تیرہا کہ بجسم عدو گذشت آنسو — چو خار پشت زہر موئے او سناں برخاست
تہمتنی کہ بیا زوئے رستم افگن او — ز لوح یاد جہاں نقش ہفتخواں برخاست
چو دست برد بہ تیغ و چو تیغ برد بسر — بہ خانمان مخالف اماں ز جاں برخاست
ز زور رستم دستاں مگو بیازوئے شاہ — کہ اعتبار ازیں یادہ داستاں برخاست
چو بر نشست بہ تخت شہے سلیماں وار — صدائے خرمی از جان انس و جاں برخاست
زہی جبین مبینش کہ در شب دیجور — فروغ صبح تجلی چو طور ازاں برخاست
پے شگفتن دلہائے عالمے لطفش — بود نسیم کہ از باغ و بوستاں برخاست
عمیم جود و نوالش بسان ابر بہار — بتازہ کاری کشت جہانیاں برخاست
نشست ہول حسامش چناں بجان عدو — کہ نالہ از لب فریادش از دہاں برخاست
تبارک اللہ ازیں عہد فرخی مہدش — مگر بروئے زمیں مہدی زماں برخاست
عدو ز سہم خدنگش چو داد جاں تیرش — کمیں گزشتہ از گوشۂ کماں برخاست
بچشم حور کشیدست سرمہ ساں ضواں — بباد خلد گرش گرد آستاں برخاست
زبانشست زمیں از وقار سنگینش — نجائے خویش بتعظیمش آسماں برخاست
دمیکہ بست میان و کشاد دست نوال — زمایہ داری دریا و کاں زماں برخاست
تو آں رفیع مکانی کہ پیش تو کیواں — ز لاف بیہدۂ رفعت مکاں برخاست
گرہ ز بیم تو گشتہ گریہ در گلوئے عدو — بخواب نیز گرش خندہ از دہاں برخاست

بنائے حلم تو آمد گراں کہ از بارش　　زمیں نشست ز گاو زمیں فغاں برخاست

بعدل و داد چو برخاستی میاں بستہ　　نشست فتنہ و آشوب از میاں برخاست

بر آسماں ز نہیبت بساں کوہ نشست　　بسا کہ کوہ ز امرت چو آسماں برخاست

ببوستان جہاں ہیچ کس نشان ندہد　　کہ چوں تو تازہ نہالِ ثمر فشاں برخاست

دل تو قبلہ و لطف تو ابر دریا بار　　ز قبلہ ابر چو برخاست بیکراں برخاست

چناں بخشک و تر افشاندہ زر و گوہر　　کہ شور از لب دریا و ابر و کاں برخاست

کشادہ گشت در دیں بروئے اہلِ زمیں　　ز دست و تیغ تو چوں قفل آسماں برخاست

شد از کف تو بزیر قلم سپید و سیاہ　　تبارک اللہ ازیں سحر کز بیاں برخاست

نشست در سر و در سینہ تا میان و سری　　بخون خصم چو تیغ تو از میاں برخاست

فتادہ بود ز پا پیر آسماں لیکن　　بدستیاری بخت تو چوں جواں برخاست

چو دید دست گہرپاش زرفشان ترا　　ز بحر بانگ برآمد ز کاں فغاں برخاست

بود ز جود تو یادر حکایتِ حاتم　　بجز ہمیں معائنہ ظاہر آں نہاں برخاست

نشست تیغ تو چوں برقساں فلک لرزید　　ز بیم مو بہ تنِ ترک آسماں برخاست

ز دشمنِ تو اجل فارغ از کمیں ننشست　　کہ تیر بخشش تو از خانہ کماں برخاست

ہما ببال و پر خود ازاں ہمایوں شد　　کہ زیر سایۂ چترِ خدائیگاں برخاست

بتخت باش کہ خیزد عدو ز تخت از بیم　　مدام تا کہ کند از یقیں گماں برخاست

غنی تتبع نظم کمال کرد کہ گفت　　کہ بندگی ترا آسماں بجاں برخاست

سخن کمال صفاہاں نشاند بر کرسی　　باین نشست سخن کم ز دیگراں برخاست

ولیک ختم نشد بر کمال حسن سخن　　سخن ز ختم کہ او راند رائیگاں برخاست

چرا بدیدہ کشی ہمچو سرمہ از کوری　　ہر آں غبار کہ از خاک اصفہاں برخاست

فغاں بحال خراب جہانیاں اینست　　کہ رسم داد و دیں دور از جہاں برخاست

قصیدہ

چو خنجر تو سر از برگ یاسمین برزد / اجل بغارت خصم تو از کمین برزد

بگرد باد فنا خصم تو بہ خس ماند / کاجل ز روی زمین برد و بر زمین برزد

گران رکاب نکردی کہ دست برد سپہر / سبک بخاک عدوئے ترا ز زین برزد

فلک از آنکہ بود مہر گوئے چوگانت / بشام و شام ز بام چہارمین برزد

کمر شکست عدو را و بست بازویش / چو بست دست تو دامان آستین برزد

چنان شگفتہ ز دست تو شد جہان گوئی / کہ ابر آب بہ گلزار یاسمین برزد

ازان سپید و سیہ شد ترا کہ اقبالت / گہے بزنگ در افتاد و گہ بچین برزد

عدو بمرگ مفاجا چو مرد از ہیبت / بناگہان لحد او سر از زمین برزد

نہاد خصم تو منت چو بر زمین برداشت / قضا ز جاش بدانسان کہ بر زمین برزد

چنان فسرد عدو بیت ز سرد مہری دہر / کہ در تموز بہ جبہ پوستین برزد

تراست خنجر ہندو کہ قشقہ احمر / ز خون او بجبین خدیو چین برزد

بجیب جان عدو چاک رفت تا دامن / چو عزم رزم تو بر ساعد آستین برزد

خدیو آصف دوران نظام ملک دکن / کہ مہر مہر و ولایش بہ نگین برزد

زہی ستارہ سپاہی زہے سپہر سریر / کہ تکیہ بر سر اورنگ ہفتمین برزد

بہ پنجہ روئے نہ پیچد اگر بہ شیر زند / بجبہ چین نزدہ گر بشاہ چین برزد

شہے کہ از سر اخلاص بر نگینہ دل / چو مہر نقش رخ ختم مرسلین برزد

بر آستین جلالت برائے فتح مبین / طراز تازۂ ایاک نستعین برزد

غذائے طفل جہان را مربی طبعش / بشیر و شیرۂ انگور انگبین برزد

زہ عادی با نوشیروان طرف آمد / ز خسروی بفریدون آبتین برزد

تو باش خرم و خوش دل از آنکه بر حضمت | اجل کشاد کمان و قضا کمین برزد
بود بنائے یقینت بپا بفضل خدا | همیشه تا که بنائے گمان یقین برزد
خجسته باد ترا سال اربعین از عمر | خوش این دعا که سر از جیب اربعین برزد
غنی ز درد دلم خون شود که گفت ظهیر | غمت بریختن خون من آستین برزد
بحور عین کند شش همقران که در قرآن | مثل بلؤلؤ مکنون و حور عین برزد

قصیده

خسروا سال نوت سال سرور و سور باد | واز سرورش از ثریا تا ثری معمور باد
رشتهٔ عمرت چو ذرات فلک طول طویل | عقدهائے او چو انجم وافر و موفور باد
صبح و شام حیدرآباد از سر در سال نو | غیرت شام هرات و صبح نیشاپور باد
باد از شام دکن شام اوده روشن سواد | بهرهٔ صبح بنارس از صباحش نور باد
هرچه در تثلیث باشد ناظر افلاک را | از نظرهائے محبت همسر تو منظور باد
هر سعادت کز دکان مشتری سودا کنند | سود او بر ماه و بر سال نوت مقصور باد
وان نحوستهائے بد کایوان جای اوست | در حصار شش خانمان دشمنان محصور باد
چون ربیع اولین کز شاه دین شهرت گرفت | این ربیع آخر از شاه دکن مشهور باد
زهره هر روزت سراید نغمهٔ سور و سرود | ماه هر شب چون چراغت در سرائے سور باد
آسمان آسا بگیتی بارگاه تو بلند | آفتاب آسا بعالم رایتت منصور باد
گر ضیائے بے رضایت مهر بخشد ماه را | در کسوف و در خسوف آن هر دو دور از نور باد
هم ثنایت را کند نظم جواهر تیر چرخ | هم نثارت راز پروین گوهر منثور باد
آفتابت زرگر و دریا دکانت گنجدان | دست تو گنجینه بخشش و بخت تو گنجور باد
قصر جاهت را ثوابت خشت و معمار آسمان | هم زحل میر عمارت مهر و مه مزدور باد

از برای بادهٔ صافت بجام آفتاب
خوشهٔ پروین بجای خوشهٔ انگور باد

پاسبان بارگاهت باد ترک فلک
پرده دار اندر حریم حرمت تو حور باد

طالعت را از یاوری سعد اکبر مشتری
در سعادت همقران طالع تیمور باد

همچو ماهِ نیم ماه و همچو مهر نیمروز
رای وردیت پرضیا دین و دولت پر نور باد

هفت سیاره دوود در خدمتت روز و شبان
نه فلک گویدا الهی سعیهم مشکور باد

باد دور چرخ گردان وقف دور ساغرت
ساغرت خورشید جای ساغر بلور باد

دور دور تست شاه دادگر از میمنت
چشم بد بین فلک یارب ز دورت دور باد

آستینت دستگاه دولت شاه و گدا
آستانت سجده گاه قیصر و فغفور باد

هر غباری کز درت برخیزد از باد بهشت
سرمهٔ مست از برای چشم شوخ حور باد

در همایون دور تو بال و پر شاهین و باز
بالش پر مهر خواب صعوه و عصفور باد

خود سلیمانی ترا گر جم نویسد عرض حال
نامه اش بر کاغذ افشان چشم مور باد

صیت اقبالت چو آیلجی کرامت ماه و سال
شهرهٔ هر شهر باد و در جهان مشهور باد

خانهٔ جور و جفا از قهر تو بادا خراب
کشور دلهای خلق از مهر تو معمور باد

دشمنت را از سنان نیزه و شمشیر و تیر
سینه پر سوراخها چون خانهٔ زنبور باد

باد زخم آب و ز دیده دهانش از لعاب
وز سرشک خون عدو را چشمها ناسور باد

هم چراغ خانه اش خال رخ لیلای لیل
هم سیه بخت عدو زلف شب دیجور باد

هر چه دور است از نکوئی دشمنت نزدیک او
وانچه نزدیک بدست از دوستانت دور باد

در لب و کام عدو هر نوش بادا نیش زهر
در سقنقورش عیان خاصیت کافور باد

دوستانت باد روزی با دو پر سور و سرور
دشمنانت را دلی پر شیون و پرشور باد

قهرمان شوکتت را کامده کشور کشای
از دکن تا هند و سند و قاهره منصور باد

از فساد و رخنه اش بادا ایمن ملک تو
دشمن و آئین انصاف تو طشت و مور باد

خصم تو بد زندگانی او فتاده مرده‌ای ... در بماند زنده یارب زنده در گور باد

همچو خفاش خصمت از خورشید باشد روز کور ... همچو اعشی از سیه روزی عدو شب کور باد

دائم از فقر و فنا خصم تو گر داند لباس ... گاه در کفنی رود گه در کفن مستور باد

از سر درت شد رعنای عالم ز شکست ... چون شکست شد روبه ار ضدای صور باد

بحر اگر کشتی بخشکی بست از شرم آب شد ... از کف دست گهر پاشت مگر معذور باد

از ید بیضا کف موسی بود دست و کفت ... واز تجلی خاطرت چشم و چراغ طور باد

سایه چتر همایون تو چون بال هما ... تاج فرق قیصر و چتر سر فغفور باد

بشکنند تا پاره پاره احتساب قهر تو ... کاسه سرهای اعدا کاسه طنبور باد

نقش ملک و سلطنت را خامه اتمامی رقم ... رسم جود و کرمت را دست تو دستور باد

گر شود مرفوع منشوری ز دیوان قضا ... صاد رای صائبت توقیع آن منشور باد

سجده بیای آستان عالیت صبح و مسا ... روی کید و جبهه جیپال و فرق فور باد

ملک تو چون ملک ذوالقرنین ابن فیلقوس ... لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد

رای تو چون رای افلاطون و زیبون کبیر ... شوکت و شانت چو شان قیصر و فغفور باد

داستان رستم و دستان بر زنند در تو ... داستان عمر عیار و سرایا ز در باد

هر چه از امکان فرود افتاد در دکان قدر ... جمله از تقدیر یزدانی ترا مقدور باد

وانچه از کان قدر آید بدکان قضا ... بر رضای تو قضایش سر بسر مقصور باد

در دل و در حکم و در کلک بنان تو بهند ... رای کید و لشکر جیپال و ملک فور باد

شهریارا داد گرشاها خلافت جام جم ... جام ایامت ز خط جور دائم دور باد

راست آهنگ ثنایت از عراق و نیمروز ... وز صفاهان و خراسان تا به نیشاپور باد

عالمی در ظل چتر و نور رای روی تو ... در فروغ و در فراغ از سایه و از نور باد

یارب این جشن چهل ساله ز عمر شهریار ... چون چهل کاف مبارک در جهان مشهور باد

چوں ادیمی در چہل روز از سہیل اندریمن　　زیں چہل رونق ادیم ملک را موفور باد

زیں چہل سال سعید دلفروز جانفزا　　چوں چہل سال نبوت عالمی پر نور باد

ہمچو قلب صوفیاں کز اربعیں گیرد قرار　　قلب عالم زیں چہل سال از صفا معمور باد

ایں چہل سال از برای کاسۂ احوال خلق　　غیرت چہل سال چینی کاسۂ فغفور باد

ایں چہل سالی مبارک بہر یمن و میمنت　　چوں چہل شبہای موسیٰ پر فر از طور باد

مدح خواں تو غنی شاہا طفیل شرح تو　　چوں نظام گنجہ از نثر سخن گنجور باد

حیدرآباد از ظہور رحم غیرت تر شیراز ہست　　واز فروغ صبح عدلت رشک بیجاپور باد

نظم من بر خاک عرفی شمع کافوری نہاد　　خاک او از نظم من در نور و در کافور باد

قصیدہ

ایں قصیدہ در ۱۲۲۳ھ نوشتہ شد بتتبع استاد مجیر بیلقانی و ہو ہذا

"صبا چو سنبل تر گرد لالہ تاب دہد　　بہر طرف کہ رسد بوے مشک ناب دہد"

سپیدہ دم کہ جلالت براءت نور دہد　　چراغ صبح فروغ چراغ طور دہد

دگر بجز لیش نیاید جہاں بسان کلیم　　اگر رخ تو تجلی بطور طور دہد

یکی تو غمزہ بیکار مکن ترنز دیکی　　کہ نرگس تو فریبم بسی ز دور دہد

شکیب از دل زاہد برد لب لعلت　　فریب چشم تو با عصا بد صبور دہد

بس ست بادہ ز ساقی مرا بجام سفال　　چہ احتیاج کہ در ساغر بلور دہد

می ز قلقل مینا بدور جام صبوح　　مئی طہور تو بد ہوا لغفور دہد

من آن نیم کہ کنم گوش گفتۂ واعظ　　اگر ہزار فریبم ز روے حور دہد

ز داغہاے جگر خانہ ام بود روشن　　چنانکہ دوزخ سوزان زنار نور دہد

چو عود بر سر آتش نهد رخ از لطف صبا بخور شمیمش پیِ بخور دهد
زلال لعل لبت یاد میکند رضوان دمیکه شربت کوثر بجام حور دهد
در بهشت کشاید رخ تو بر رویم لبت بجام دل من می طهور دهد
بعندلیب چو ترسا رخ آتشین ترا بیاد بچهٔ مریم پیِ بخور دهد
چنان بیاد تو لذت برم شب هجران که غیبت تو مرا نشوهٔ حضور دهد
گذشت لفظ حضورم بلب که یاد آمد شهیکه نه فلک او را لقب حضور دهد
حضور آصف دوران که تخت و تاج ازو شکوه تخت فریدون و تاج فور دهد
خدیو تخت ستان تاج بخش و هیچ نواز که ز ملک سلیمان بملک مور دهد
ببزم دلکش او گر گذر کند رضوان بقصر خویش قرار و صد قصور دهد
چو خصم و فتنه و خواب اجل ز خنجر او نه بخصم و فتنه امان خواب خوش بگور دهد
صبا ز عرصهٔ جولان او بدیدهٔ حور خبر ز سرمهٔ گرد سم ستور دهد
فلک بمجمر خور از نجوم در بزم مشتر سپند و عود دلسوز داگر بخور دهد
لطیف لفظ تو صد گوش گر کند شنوا ضیای روی تو بینش بچشم کور دهد
ز قهر تست که هر استخوان پهلویش خبر بجان عدو از فشار گور دهد
کشد بروزن سوزن تنیدهٔ مریم چو گرد راه تو سرمه بچشم کور دهد
بدشمن تو ندای اجل دهد بهرام بدوستان تو زهره نوید سور دهد
تفنگ رعد خروش تو در وغا صد بار بجان خصم خواص صدای صور دهد
سپهر از پی بزم خجسته آئینت رسوم مشعل داری بماه و هور دهد
بآفتاب جهانتاب روی روشن تو چراغ ماه چه تابد چه تاب نور دهد
هزار رخنه در آئین سلطنت رایت برای دانش تسلیم و به فکر فور دهد
سروش غیب ترا چون خطاب داد حضور سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

بعید نیست چو سودی تو بر ستاره عنان ‌‌ ‌ که ماه بوسه رکاب ترا ز دور دهد
بلای عهد تو جنید غنی کز اقبالت ‌ ‌ زمانه اهل زمین را صلای سور دهد
پناه و بهشت جهان آمد از نهاب و نهیب ‌ ‌ امان و عافیت از فتنه و فتور دهد
همیشه تا که بنای الم بباد فنا ‌ ‌ نوید عیش و صلای سرور و سور دهد
طفیل احمد مرسل خدای عز و جل ‌ ‌ سرور و سور ترا تا بروز صور دهد
بطول عمر تو عرض حیات ارزانی ‌ ‌ کناد و عرض حیات همه سرور دهد

قصیده

ای بخت تو چو بخت سکندر جهان گرفت ‌ ‌ باید جهان بیازدی بخت جوان گرفت
دامان سایل تو بزر آستین فشاند ‌ ‌ تا زر بدامن از کف گوهر فشان گرفت
تنها نه از تو بست عروس دکن نگار ‌ ‌ خال و خط از تو شاهد هندوستان گرفت
اقبال تو به بخت سکندر شده قرین ‌ ‌ بخت بفال طالع صاحبقران گرفت
جود تو خوان لطف نهد بهر پیرزال ‌ ‌ نعمت ز پور زال دو صد هفتخوان گرفت
هم از فروغ رای تو خیره شد آفتاب ‌ ‌ هم از ضیای روی همه آسمان گرفت
مهرت نسیم صبح که تازه کند مشام ‌ ‌ قهر تو آتشی که بمغز استخوان گرفت
گوی بود زمانه بمیدان آسمان ‌ ‌ تا صولت تو کاهکشان صولجان گرفت
هر شام ساخت ست نثارش بپای تو ‌ ‌ این طاس پر گهر که بسر آسمان گرفت
سیم ستاره زرگر خور هر سحر گداخت ‌ ‌ زان طشت تو به شستن دست و دهان گرفت
هم دهر از روائح خلق تو یافت جان ‌ ‌ هم جان دهر زندگی جاودان گرفت
عالم بسایه کرمت از تموز دهر ‌ ‌ بگریخت و پناه در آن سایبان گرفت
از پرتو جمال تو چون مهر نیم روز ‌ ‌ گرد فروغ روی زمین و زمان گرفت

یک آهنی بفارس چو پولاد هند نیست / از تیغ هندی تو توان اصفهان گرفت
شیر فلک ز بیم خدنگ تو در مصاف / از کهکشان و سنبله خس در دهان گرفت
روشن شد از فروغ تدابیر تو زمین / چون آسمان که روشنی از روشنان گرفت
از خندهٔ ملیح تو پرشور شد چمن / وز منطق فصیح تو بلبل زبان گرفت
از صورت صبیح تو گیتی فروغ یافت / واز رای چون صباح تو رونق جهان گرفت
هر چند زیج بست منجم ز ماه و سال / نیک و بد زمانه ز سیارگان گرفت
تحویل آفتاب به برج حمل شمرد / فال از برای سال ز نوروزیان گرفت
از ماه و مهر حرف کسوف و خسوف خواند / واز مشتری و زهره حساب قران گرفت
انظار هفت کوکب سیار آسمان / برهان رنج و راحت و سود و زیان گرفت
گاهی ز احتراق و محاق و وبال گفت / گاهی حضیض و اوج بزیب بیان گرفت
تثلیث را تمام محبت نهاد نام / تسدیس در مقابلهٔ دشمنان گرفت
بالجمله زین نقوش جدا دل که زیج بست / اندازهٔ حوادث کون و مکان گرفت
لیکن بحسب رای رزین تو این حساب / تقویم کهنه و غلط و رایگان گرفت
چرخ از بره کباب نهادست در تنور / نانت ز قرص ماه بدستارخوان گرفت
روی تو خنده بر رخ صبح دوم زده / خوی تو بر شمیم گل و گلستان گرفت
رفت آفتاب و بوسه عنان ترا نهاد / مه آمد و دوال رکابت دوان گرفت
هم بهرهٔ ز لطف تو بر داد آفتاب / هم نسخهٔ ز فیض تو دریادگان گرفت
همچون غرور در سر گردنکشان دهر / جا در دل عدوی تو سهم از سنان گرفت
تعویذ بازوان ترا در نگار شیر / پیل دمان ز ناخن شیر ژیان گرفت
چون طایران قدس ببال و پر بلند / بر شاخ سدره همت تو آشیان گرفت
لطفت برهگذار عدو گل فشانده است / سهل است خار و خس ز ره دوستان گرفت

بشکفت چمن هر آنچه بها گیرد از بهار / روی جهان ز رایت رویت همان گرفت
گر شد عطای حاتم طی شهره در حجاز / صیت سخای آصف دوران جهان گرفت
نیکو شیم که زهره از کسب خیر کرد / عالی همم که رفعت از او آسمان گرفت
کلک و کفش بحرف عطارد قلم کشید / دست و دلش بجود کم بحر و کان گرفت
دوران دوید غاشیه بر دوش در رکاب / یکران دور کابه چو در زیر ران گرفت
در بذل و جود شیوهٔ حاتم نگاه داشت / در عدل و داد شیمهٔ نوشیروان گرفت
روزیکه ایستاد برادهم هنا درین ق / روزیکه بر نشست و فرس را عنان گرفت
بهرام در رکاب دوید و پناه جست / سپر فلک پیلے قنا و دامان گرفت
گرد سمش چو سرمه ستاره بچشم کرد / نقش سمش چو تاج سر فرقدان گرفت
گر تیغ و نجوم بمشرق علم کشید / شاه دکن جهان ز کران تا کران گرفت
تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت / ملک دکن قرار ز دور زمان گرفت
دانند همگنان که بزرگی بسال نیست / زان پیر چرخ پند ز شاه جوان گرفت
آسائشی که داشت تمنای آن بخواب / گیتی بظل آصف سادس عیان گرفت
گر نیست لشکرست و گر روی کشورست / بس این چنین شکست و بسی آنچنان گرفت
کان گر بود ز بخشش دامان شاه / بیرون دهد بلطف گهر هرچه کان گرفت
شه آفتاب و ثابت و سیاره اش صفات / نتوان شمار ثابت و سیارگان گرفت
زان تن زدن ز مدح خوش آمد کنون غنی / باید دعای شه که کامران گرفت
تا مشتری بزهره قران سعادتست / تا میمنت زمین و زمان زین قران گرفت
با شاه شاهزاده قران تا هزار سال / باد اکه ملک یمن از این اقتران گرفت

قصیدہ

در تتبع مرزا غالب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

وہو ہذا "سخن ز روضۂ رضواں بکوئے یار کشد"

چہ دل ز خط لبت سوی سبزہ زار کشد / چہ خاطرے ز رخت جانب بہار کشد
بیا کہ خستہ دلان غم فراق ترا / بسینہ خنجر خونریز انتظار کشد
ہمیں نہ ہجر تو عشاق را بدور افگند / فراشے تو مہجور را بدار کشد
امید نیست کہ خوے ستمگرت گاہے / عناں بہ تربت عاشق برہگذار کشد
فغاں کہ کس نرساند بگوش گل یکبار / ہزار نالہ اگر عندلیب زار کشد
ز عارض تو دل لالہ داغہا دارد / ز پنجۂ تو شرر در جگر چنار کشد
نہ روے دشت نہ پشت چمن مرا بے تو / بسیر باغ و تماشاے مرغزار کشد
جمال روے تو آتش بخرمن گل زد / بگو کہ شعلہ گل از آتش چنار کشد
ولے بروضۂ رضواں گراید از کویت / کہ سر بکوہ و بیاباں ز لالہ زار کشد
بخاک و خون رود آں دل کہ باقد و رویت / نفس بیاد گل و سرو جویبار کشد
چو شمع طور یکے جلوہ زاں جمال نمائے / کہ دل ز دست من و دست من ز کار کشد
خراش سینہ بلبل ز نوک خار گذشت / تو ہم بیا کہ دل از رشک خار خار کشد
بدام زلف بپیچاں دلم کہ مے ترسم / کزیں جفائے تو دل نالہاے زار کشد
وزاں یکے بکند گوش آصف جمجاہ / کہ داد مور ضعیف از گزندہ مار کشد
شہی کہ ناقۂ لیلاے دولت او را / فلک کجاوہ کشد مہر و مہ مہار کشد
جہاں دو پردہ کشد بر درت ز لیل و نہار / سپہر بہر حریم تو نہ حصار کشد
قمر رکاب تو از دور بوسد و ترسد / کہ طرقوی تو اورا ز رہگزار کشد

شهیکه بگذرد از فرق دشمنان آبش — بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد
بکف رکاب تو گیرد چو سفته گوش هلال — بدوش غاشیه مثل رکابدار کشد
شگفت نیست که محبوب با علی ست بنام — که تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد
تف تفنگ تو هر جا که آتش افروزد — ز آب اخگر و از برف و یخ شرار کشد
بجز مصاف تو کاندر مصاف حیوان ست — برهنه نیست بدورت تنی که عار کشد
جهان ز قهر تو شد روز دشمنان تیره — که شب ز تیرگیش پاتنگ زینهار کشد
هزار قلعه کشاید اگر کمر بندد — هزار حصن بگیرد اگر حصار کشد
جهان تمام گلستان شدست از رویش — کجا چمن پی گل منت بهار کشد
چو تا ختن بخطا تاختن کند عزمش — قبای خسرو تاتار تار تار کشد
ز گرد سم سمندت که ز آسمان گذرد — بچشم ثور فلک سرمه از غبار کشد
عروس ملک جهان را بحجلهٔ اقبال — جز او کجاست جوانی که در کنار کشد
گهی ز تیغ حمائل کند بگردن او — گهی ز خون عدو پنجه در نگار کشد
گهی ز پشت سمندش نهد سر پیاده — گهی ز پرچم رایت بسر خمار کشد
ز بیم کارزاری کشد معاذ الله — دمیکه دشنه بر اعدا بکارزار کشد
کشد جنیبه اش از خنگ ماه نو بهرام — چو زین بر اشهب تازنده راهوار کشد
شود چراغ عدو را به تیره راه عدم — شراره که از آن تیغ برقبار کشد
هوا بقید حباب اوفتد چو سرو آزاد — بپای سلسله از موج جویبار کشد
بزرگ حوصله کو یک دلی خطا بخشے — که انفعال ز عذر گناهگار کشد
سخا بلند کند نام او چو ابر بهار — حیا بزیر نگاهش چو شرمسار کشد
مکارمیکه خدا در نهاد او بنهاد — گرش شمار نمائی به بی شمار کشد
بود نوای نوالت بصناعت دلکش — که از دیار بسوے دگر دیار کشد

خزان عقوبت او میکند سر هنگی   چو جیب غنچهٔ گل چاک از بهار کشد
قوای نامیه آید بجان ز بد نامی   اگر خراشش تن گل ز نوک خار کشد
به تیغ و نیزه چو برد شمنان بدخواهش   برد ز معرکه نوبت بگیر و دار کشد
گهی به تیغ سری دور افگند از تن   گهی به نیزه تنی بر فراز دار کشد
ز موکب تو علم سر به آسمان ساید   چنانکه ابر سیه سر ز کوهسار کشد
قلم به دفتر خود بشکند دبیر فلک   چو خامهٔ تو رقم هاے اعتبار کشد
گهر ز کلک تو پیوسته بار در بیم   چو قطرها که ز ابر سیه قطار کشد
کشد به بند کمندے ہزار شیر عرین   چو زین براد ہم تازی پی شکار کشد
ز شاخ بخته بر آرد ثمر بهار از بیم   که بار دیرری پشت شاخسار کشد
بصدر زین چو نشینی ز بیم دو بهرام   که تا دوال رکاب تو استوار کشد
در اضطراب ثوابت بصورت سیار   فتد ز بیم سنانت اگر شرار کشد
بدوش دگردن جوزاے آسمان از تیغ   ہزار زخم حمائل بشکل هار کشد
خم کمند کشد گردن عدوی ترا   چنانکه دل شکن طرهٔ نگار کشد
همیشه تا که دل مومنان بحکم نبی   بچار یار گراید بهفت و چار کشد
چهار عنصر سفلی و هفت سیاره   بکار ها همه حکمت چو پیش کار کشد
غنی بطرز دلاویز نجسته غالب   رقم کنیم بدانسان که خام کار کشد
بدان طریق که پا شهسوار برق عنان   عنان اسپ تو طفل نیسوار کشد
بیا و میل بنظم ز نظم غالب کن   اگر دل تو به صحرا ز لاله زار کشد

قصیده

در تهنیت سال گرهٔ اعلیٰ حضرت خلد الله ملکه باتتمه سال چهل و سوم در سنه ۱۳۲۵ھ

دمیکه در برم آن شوخ نازنین بنشست
بغم نشستم و غم از دل حزین نه نشست

کجاست آتش بیداد و داغ لاله حمرا
که در بهار از آن روی آتشین نه نشست

نه جان قمر گم ز گرد اگر برخاست
ز خط غبار برخسار مه جبین نه نشست

نشست تیر جگر دوز اگر بسینهٔ صید
چو تیر غمزهٔ تو بر دل غمین نه نشست

نه آتشی ست که بنشست و دود از آن برخاست
چراغ رنگ تو از خط عنبرین نه نشست

خدنگ ناز بجانم نشاندی و برخاست
بسینه درد که جز روز واپسین نه نشست

تو خاستی و قیامت ز هر طرف برخاست
تو بر نشستی و یک فتنه بر زمین نه نشست

غریب کوی تو گر درد و غم ز جان برخاست
دمی ز یاد تو بی نالهٔ حزین نه نشست

نشست بیکسی من چنان بمن بی تو
که با ستم زده هیچ همنشین نه نشست

بجوی تیغ چه بنشانی آتش شوقم
که آب تیر تو هم بر دل غمین نه نشست

فغان ز کافر زلفت که هیچ دیندارے
بهند ایمن از آن تا حدود چین نه نشست

برم پناه ز کفرش بدین پناه جهان
که بر سریر شهی جز برای دین نه نشست

چو تو به تخت شهی شهریار چین نه نشست
نه شاه چین که فریدون آبتین نه نشست

چه شاه چین و فریدون که خسرو انجم
فراز چرخ به اورنگ چارمین نه نشست

چه جای خسرو انجم که قصر شاهی را
چو تو خلاصهٔ فطرت به شه نشین نه نشست

سبک عنان چو تو [illegible] بعزم رزم نخاست
گران رکاب تر از تو بسنگین نه نشست

بهر کجای جهان بر مرقع تکوین
برنگ روی تو یک نقش دلنشین نه نشست

پے کفالت ارزاق تا کفت برخاست
ز جو ز فاقہ کسے در جہاں غمین نہ نشست

شبے نشد کہ برا عدائے دولت بہرام
کمان قوس کشیدہ پے کمین نہ نشست

ہمائے ہمت او نہ فلک بر آں پر زد
نہ مرغ سدرہ کہ برتر ز ہفتمین نہ نشست

ز احتساب تو رقاصۂ فلک بر گاو
چناں نشست کہ کس خواین چنیں نہ نشست

زمیں ز حلم تو از جا نخاست ہمچو فلک
فلک ز بیم تو لرزید و چوں زمیں نہ نشست

کدام روز و شب آمد کہ بر سپید و سیاہ
چو مہر و ماہ ترا سکہ و نگیں نہ نشست

بخدمت تو تنہا تا ز دست او برخاست
دمے ز پائے طرفدائے تجمیں نہ نشست

چو اوج اختر بخت نیافت ز اصطرلاب
خجل شد و بر صدگہ رصد نشیں نہ نشست

ہمیں بخت تو تا نگو نہ ہمقران آمد
کہ مشتری بتو از رشک ہمقریں نہ نشست

فتاد آتش حسرت بجان مہر زماہ
کہ از تو داغ غلامیش بر جبیں نہ نشست

برزم خاستی و چوں تو کے نجا برخاست
بہ بزم عیش نشستی و جم چنیں نہ نشست

چو تو بہ تخت نشستی فلک زمین بوسید
چو تو سوار شدی فتح بر زمیں نہ نشست

چناں ز مہر تو دلہا بکین او برخاست
کہ از عدوے تو در سینہ غیر کیں نہ نشست

نشست تیر تو در سینہ عدو زانساں
کہ تیر غمزہ ز مژگاں مہ جبیں نہ نشست

کسیکہ روئے نکوئے تو یک نظر دید است
بلوح خاطر او نقش حور عیں نہ نشست

نشست خواست زمیں از وقار تمکینت
چو پائے حلم تو شد درمیان زمیں نہ نشست

چگونہ جان بردازدے عدو کہ شمشیرت
نخاست بر سر اعدا کہ بر سریں نہ نشست

چراغ بخت تو روشن کہ زیر دامن تو
ز باد صرصر کفراں چراغ دیں نہ نشست

کجا بہ تخت رسایت رسید ذوالقرنین
کہ در قران سعادت بتو قریں نہ نشست

فرود تلخی عیشش بسر کہ تہرت
ز جوش تلخہ خصم از سکنجبیں نہ نشست

ز تلخ عیشی دشمن کز و جہاں تلخ ست
مگس ز بیم سرایت بر انگبیں نہ نشست

تبارک الله بقصر شهنشهی چون تو　　فلک جناب خدیوے به شه نشین نه نشست
غبار سم سمندت چو داد سر بهوا　　نشست بر سر اعدا و بر زمین نه نشست
بروز داد ز غوغاے عام و بذل عمیم　　بلب نرفت ترا لا بجبهه چین نه نشست
شکسته شد کمر دشمنان ز بیم و هنوز　　ز پنجهٔ تو شکستی بر آستین نه نشست
خدیو حامی دینی که خاطرت یکدم　　ز چاره سازی و تیمار داد دین نه نشست
خراب خانهٔ خصمت شد از هلاکت او　　بلے مکان به نشیند اگر مکین نه نشست
نشست تیغ تو چون بر سرش ز جان برخاست　　که با حیات دگر دشمن لعین نه نشست
ز صورت تو نبرخاست خاطری از همه　　ز سیرت تو بیکدل غبار کین نه نشست
طراز نام تو آمد قباے شاهی را　　جز از تو نقش قبا را بر آستین نه نشست
خجسته باد ترا جشن سال چهل و سوم　　ز نقطه خال سیه تا بروی سین نه نشست
ز لفظ چهل و سوم حرف اول و آخر　　نمود سال که یکحرف به ازین نه نشست
همین نه جام طرب جم نهاد القابت　　همین ز جاه تو این نقش دلنشین نه نشست
تو جم بعهد خودستی هم از حساب جمل　　فراز مسند جم جز تو جانشین نه نشست
تو باش بر سر تخت شهی نشسته بفتح　　مدام تا که نباشد بکسر شین نه نشست
غنی بمدحت شاه دکن قوافی را　　چنان نشاند که از دیگران چنین نه نشست

قصیدہ

بتقریب قدوم امیر کبیر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ مدار المہام و وزیر اعظم دولت آصفیہ صانہا اللہ لوالیہا من الآفۃ والبلیۃ از شملہ کشمیر بمقام علی گڑھ

ہاں علی گڑھ کہ ترا کار بسامان آمد
سازگار است فلک طالع و دوران آمد

بر سرت سایہ فگند آنکہ پی سایۂ خلق
سایہ مہر فگن چوں مہ تاباں آمد

آمد از شملہ و گل بر سر و دستار تو زد
ہمچو آں باد شمالی کہ بہ بستاں آمد

سر سری مگذر ازیں راہ و روش سہل مگیر
تا نگوئی کہ فلاں آمد و مہماں آمد

مردہ بودی بسرت عیسی دوراں آمد
مور بودی بدرت تخت سلیماں آمد

قطرہ بودی بتو پیوست محیط افضال
ذرہ بودی بسرت مہر درخشاں آمد

ساحل خشک بدی موج کرم زد دریا
صدف کاسہ بکف بودۂ نیساں آمد

بیکس بادیہ بودی بسرت خضر گذشت
تشنہ خستہ بدی چشمۂ حیواں آمد

خاک بودی و فلک مائلت آمد کہ ترا
مرکز دائرۂ گنبد گرداں آمد

سجدۂ شکر بجا آر و بہ تعظیم بگوی
کاولیں فرد سر دفتر امکاں آمد

حامی ملت و دیں حارس شرع و ناموس
حافظ امن و اماں داور ذیشاں آمد

نائب سلطنت پادشہ ملک دکن
ناصر دولت محبوب علی خاں آمد

صدر جم مرتبہ نواب وقار الامرا
آصف روئے زمیں جعفر گیہاں آمد

آں طرفدار دکن حارس شرع و ناموس
کہ نہیبش بدل قیصر و خاقاں آمد

آں گرامی گہر بحر وزارت کو را
منتے بر سر و بر افسر شاہاں آمد

آنکه در شکر شناو صفتش جذر اصم — هر نفس ناطقه سان منطق و گویان آمد
آصف و میر علی خیر و نظام ست ذیش — شاه گر قیصر و فغفور و قدرخان آمد
در خردمندی و فطنت ز فلاطون بگذشت — حیدرآباد از و غیرت یونان آمد
خلق را نکهت خلقش بمشام دل و جان — چون شمیمی ست که از روضهٔ رضوان آمد
فیض ابر کرمش صورت فیضان بهار — بر خس و خار رو و برگل و ریحان آمد
عالمی تشنه لب و طبع تو بحر افضال — آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد
بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال — کمترین خرج ترا دخل بدخشان آمد
از عدو بندی و اقلیم کشائی نامت — رو که نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد
همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ — شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد
حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن — در مصافت همه بازیچهٔ طفلان آمد
کاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک — بسکه از صولت قهر تو هراسان آمد
بادم اژدر تیغت که نهنگ اجل ست — سام ابرص لب پرسام نریمان آمد
روز سرپنجهٔ تو بازوی بهمن بشکست — دست بر لب اگر رستم دستان آمد
عادل و باذل و دانا و دلیرست وزیر — چشم بد دور نشانی ست که شایان آمد
نه گهی خون کسی ریخت نه آب کس برد — حافظ مرحمت او که بحفظان آمد
بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف — غیر آن خون که بهم در جگر کان آمد
روش معدلت و دادگستری آموخت — کی حریف روشش والی شروان آمد
قصر قدرت که قضا کرد بنائش درگیب — کمترین زینهٔ او طارم کیوان آمد
پایهٔ ایوان تو همپایهٔ کیوان بادا — تا همین قافیه ایوان پی کیوان آمد

قصیده

در تهنیت صحت اعلیٰحضرت حضور پرنور از مرض هیضه خلد الله ملکه در سنه ۱۳۲۵ھ

بر طرح مشاعره مولوی اسد الله صاحب نوشته شد و هو هذا "نوید صحت شاه دکن مبارک باد"

سپیده دم که ز طرفِ چمن مبارک باد — رسیده شاد شگفتا بمن مبارک باد
بملک آنکه پس از رنج روی راحت دید — خدایگان ملوک زمن مبارک باد
ز غسل صحت شه شد جهان شگفته چمن — شگفتگی به مزاج چمن مبارک باد
شد از نشاط سراسر دکن سرای سرور — سرور و سور بملک دکن مبارک باد
جهان بظاهر و باطن پر از سرور شدست — چنین سرور بسر و علن مبارک باد
هم آن نشاط جوانی هم این نوید نوی — به هر پیر و بچرخ کهن مبارک باد
ز شهریار دکن صبح و شام او بر ملک — چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد
رسید جان به تن و تن ز جان شده زنده — به تن ز جان و هم از جان به تن مبارک باد
ز صحت تو مبارک بد تهنیت گفتی — دگر بغصه بمیرد کفن مبارک باد
بشهریار دهد خسرو نجوم امروز — فراز طارم چرخ کهن مبارک باد
نشست و شوی رخ شاه آفتاب سپهر — چو گشت ماه بدست پرن مبارک باد
نشاط خلق چو آراست انجمن هر سو — ز انجم ست بهر انجمن مبارک باد
زمین مثال ادیم ست و شه سهیل یمن — پی ادیم سهیل یمن مبارک باد
بهر نفس چو نفس آید و بگوش رود — ز سینه تا لب بلبلان و دهن مبارک باد
چو ایستاده پی خدمت شه است بباغ — دهد بسرو و گل و یاسمن مبارک باد

کسی بپوست چه گنجد ز خرمی کامروز	نبوده است چو در پیرهن مبارک باد
تو زنده کرده رسم کرم تراش ها	ز معن و جعفر و یحیی معن مبارک باد
فزون ز تهنیت یکجهان بصد آداب	غنی به خسرو دوران ز من مبارک باد
فند قبول تو یا رب بجاه ختم رسل	باحترام حسین و حسن مبارک باد

قصیده

در تقریب مذکور نوشته شد

خدای راست مسلم ثنا برون ز عداد	که عیش رفته ما را دگر بما رو داد
بسیزده صد و بست و چهار سال سعید	مه جمادی اولی در نشاط کشاد
که شهریار دکن یافت صحت کلی	نشست شاد به تخت شهی بسان قباد
زهی شهی که چو در یتیم یکدانه	ز لطف جوهر اصلی ست مفخر اجداد
دو روز کی ز مرض شد مزاج شاه ملول	ملال رفت و نشاط آمد و جهان شد شاد
چو روی روشن و رای زرین شاه دکن	نه مهر چرخ منور نه تیر او نقاد
شهر کوکبه شاهی که مشتری بروی	و آن نگاه نجواند که چشم بد مرساد
ز عدل و داد تو شاها دکن شگفت چو باغ	رسد مرا که بگویم ببینه بغداد
تراست نه فلک و هفت کوکب سیار	بسان چار عناصر مسخر و منقاد
بچرخ میر عمارت زحل ترا گوید	که باد کوشک جاه تو تا ابد آباد
چو نفس ناطقه گوید صریر کلک ترا	دبیر چرخ هزار آفرین هزار آباد
بهیچ ماده صورت نه بند دار نیست	بطبع چار عناصر قبول کون و فساد
کند ز امر تو کامقتضا صفت مبرم	فلک قبول تغیر سخن کلم استعداد
شکست نه انوری آداب در دبستانت	عقول عشره چو شاگرد از پی استاد
ترا به بخت سکندر رسد غلاطونی	با این طبیعت نقاد و خاطر وقاد

فراخ عرصهٔ جولانگه تو هفت اقلیم
بلند بارگه چار طاق سبع شداد

بجان خصم لعینت وبال باد بروت
عقوبتی ست تو گوئی که کرد عود بعاد

نمود آتش قهرت بخصم خاک آلود
هر آنچه آب بفرعون کرد و باد به عاد

ز بند جور خزان زان شدست سرو آزاد
که بندگی ترا در چمن بپا استاد

کشید جود تو دُرها ز جیب بحر و عدن
گشاد بذل تو دُرها بروی خلق و عباد

شد از تو ربع شمال زمین همه مسکون
جز این دو خانه که هر دو فتاده از بنیاد

یکی ز رمح تو خم خانهٔ شراب فروش
دگر ز بذل تو گنجینهٔ خراب آباد

ق چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و فغفور
چو تخت و تاج ربائی ز کیقباد و قباد

بچین و روم فتد زلزله چو نفخهٔ صور
ببانگ فرس ز افلاک بگذرد فریاد

عدو چه جان بر دار وی که نوک ناوک تو
خلید در رگ جانش چو نشتر فصاد

رسید شهرهٔ عدلت بجمله ملک و دیار
چنانکه صیت سخایت بعرض و طول بلاد

باعتدال ز عدل تو حیدرآباد ست
ته معدل و میناے عرض و طول بلاد

برای بخت بلندت ازل بود مبدا
برای دولت پاینده ات ابد میعاد

عدو که خانهٔ خود ساخت همچو باغ ارم
فگند قهر تو دورش ز باغ چون شداد

مرقع دکن از فیض خامهٔ لطفت
بود نگاشتهٔ کلک مانی و بهزاد

صحیح مدح تو خوش آمدم ازین گفتن
که رشته طویل نجادست یا کثیر رماد

غنی ز مدح تو گشتم بدل شها شک نیست
تونگری بدل آمد چنانکه گفت استاد

ازان درازی دامن و آستین دارم
که از ثنای تو بر قامتم قبا افتاد

بلند رتبه فضلت شد آنچنان که مرا
ز خواجگی چو عبیدست صاحب عباد

تو اعتماد بمن کن که نظم من خالی ست
ز لافهای عمید و گزافهای عماد

سنین عمر و شهور حیات تو بادا
بری ز بال غفول عشر ز نقص و نفاد

دوام دولت و اقبال بی زوالت باد
چو دورهای فلک در از شمار و عداد

قطعه

در تاریخ وصال مولانا و مرشدنا شیخ فضل الرحمن صاحب نور الله برهانه و افاض علینا فیضانهٗ

در سنه یکهزار و سه صد و سیزدهم هجری نبوی علی صاحبها الصلوٰة والسلام در بهیکم پور نوشته شد

آنکه در فقه و احادیث و اصول و تفسیر — بود یکتا بمیان علمای فاضل
ادب آموز علومش بدیار دهلی — شاه اسحٰق گرامی گهر دریا دل
دلق درویشی او بود ز شاه آفاق — داز غلام علیش دولت شاهی حاصل
آن دو فخر سلف و شیب پناه اخلاف — یافته دستش خلف و بهر خلافت قابل
ناخدا از پی کشتی هدایت کردند — کاورد خلق ز گرداب بسوی ساحل
محو اخلاص و ادب بود با آل و اصحاب — عاشق احمد مرسل چو اویس واصل
آنچنان پیرو سنت شد و سرگرم آمد — که بر نقشه پیش پیشروان منزل
هیچو اصحاب گدا صورت و شاه معنی — بعیان فته دل از کف بنهان صاحبدل
هر چه جمع آمده از مال پریشان کردش — مجمع دادا گر شد متفرق حاصل
حضرتش مرجع امید و مآل آمال — که هر آسی و سراسیمه بدو شد آمل
بزم او تذکره سیرت و وصف پاکان — پاک از غیبت و حرف غلط و لاطائل
مسندش بود سریری ز رسنهای پلاس — بوریا بستر او کاسه و کوزش از گل
خوش بآن حجره تنگی که شده خوابگهش — شاد از آن مسجد و بریده و شکسته چو دل
گه بتدریس احادیث بمسجد مشغول — گه بتعلیم مقامات بحجره شاغل
میشد از ذوق باشعار حقیقت اشعار — گاه از فارسی گه از اردو و بها کا قائل
چون جناب نبوی گاه لبش در طیبت — گاه چشمش ز الم چشمهٔ اشک سائل

گہ ببازار خراماں پی سودای ثواب — کار دارد بہر عجوز آرد و ملح و فلفل

گہ ببازارگہ طفلاں برسید و پرسید — کہ ازیں جملہ کدام ست یتیم و عائل

گہ بدروازۂ مسجد نگراں شام انگام — از پی مقدم مہماں غریب منزل

گہ سحرگہ بدر استاد و زجمع اضیاف — یکی گفت کہ فاخرج بدگر گفت انزل

گہ زدی آہ نیاگاہ کہ سوزد سینہ — گاہ می گفت معاذ اللہ[1] کہ جور دیر دل

[1] یعنی لفظ معاذ اللہ کہ اکثر می فرمود ۱۲

یکصد و پنج شد از عمر شریفش لیکن — نہ معطل ز شنیدن نہ ز دیدن عاطل

نہ نمد پوش قلندر نہ مزخرف صوفی — نہ خطیب سخن آرا نہ خرائم عامل

نہ بہ تسبیح و مصلا نہ بدلق و جبہ — نہ بدستار و عمامہ نہ بشملہ مائل

نہ بجذب و نہ بجوش و نہ بحال و نہ بقال — نہ بغلطیدن خاک و نہ برقص بسمل

سادہ پیرایہ و آمیختہ با سایر ناس — باز نشناختہ از عالی و وسط و سافل

داشت دو بلہ کلاہی ز قماش کدرو — جامۂ جملہ تنش بود شریک و شامل

ہرچہ گفت ست کمیں بندۂ دلخستہ غنی — نیست اغراق فضول و نہ غلو فاضل

غیر از صدق و صفا نیست خمیر سخنش — کہ ہمہ جوہر حق ریخت بہ پرویزن دل

شد چو وصالش بخدا فصل ز تن پرسیدم — سال ایں فصل و وصالش ز خرد چوں سائل

گفت[2] افضل وصال ست کہ فضل رحمٰن ۱۲ — از سر جیم چو برخاست بحق شد واصل ۱۲

۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = ۱۳۱۳ھ

[2] مطلب یہ ہے کہ لفظ فضل رحمٰن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سر جیم یعنی جیم کے عدد اُس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی سن وفات حضرت کا ہے۔

کتبہ محمد عبد الغنی عفی عنہ در ۱۳۲۶ھ نوشتہ شد

قطعہ

در حیدرآباد بر طرح مشاعرہ نعتیہ میرزا غلام حسین خان در ۱۳۲۷ھ نوشتہ شد

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

خواہم علم ز شعر سوئے ابر آورم
نام از سخن بلند چو نثری بر آورم

با دامنِ دراز کہ دارم در آستیں
شاید کز آستیں ید بیضا بر آورم

افتد قلم ز دستِ دبیرِ فلک فرو
چوں دست بر قلم پئے انشا بر آورم

کرسی نہم بعرشِ بلندِ سخنوری
خود را اگر بہ عرشِ معلی بر آورم

خوانند از سپہرِ بریں آفریں بر آں
تحسیں طلب ز ملاء اعلیٰ چو بر آورم

افتد ز چرخ زہرہ بروئے زمیں چو من
در نعت زمزمہ چو نکیسا بر آورم

نعتِ رسولِ پاک سرایم چناں بہ نظم
کز افتخار سر بہ ثریا بر آورم

بر صاحبِ براق بگویم ثنا ز دل
دم از مدیح صاحبِ اسریٰ بر آورم

گو ابلغ از صریح کنایہ بود ولے
من نام شاہ یثرب و بطحا بر آورم

ختمِ رسل محمدِ مرسل کہ بر سپہر
ذکرِ بلند او ز رفعنا بر آورم

احمد توئی کہ رایتِ حمدِ ترا بہ حشر
فرمود حق کہ از ہمہ بالا بر آورم

شاہا توئی کہ گفت خدا نام نامیت
با نامِ خویش ہمسر و ہمتا بر آورم

ایزد درِ کرم ز فتحنا بتو کشاد
فالِ فتوحِ تو ز مبینا بر آورم

بر معجزِ تو حجتِ ناطق پئے عدو
حرفے کہ گفت حجرۂ صما بر آورم

فال زوال چاردہ تاجش ز قہر تو
از کنگرِ شکستۂ کسرائے بر آورم

احیائے مردگاں شود از نقشِ پائے تو
ایں مژدہ در مسامع موتیٰ بر آورم

گر در دلم ہزار سویدا بود خوشم
تا داغت از ہزار سویدا بر آورم

دانم اگر بسدره و طوبیٰ قدت شبیه
شاخ از نهالِ سدره و طوبیٰ برآورم

کارِ دمِ مسیح کند هر نفس مرا
گر یک نفس ز تو بتولّا برآورم

هر بت بسر در آید و از پاے او فتد
نامت چو در کنشت و کلیسا برآورم

در روزِ رستخیز که خیزند از قبور
سر از کفن بیادِ تو شاها برآورم

در هجر تو نشان ز جحیم و سقر دهد
هر آهِ گرم کز دلِ شیدا برآورم

من بگذرم شها ز تمنائے هر دو کون
گر خود دمے ز تو به تمنا برآورم

داغ غلامیت که از آں به شفیع نیست
در عرصهٔ شفاعتِ کبریٰ برآورم

غلطیدنم بخاکِ رهت به از آنکه من
صد خوابِ خوش بسدرهٔ طوبیٰ برآورم

والی شده بملکِ دلم قهرمانِ نفس
فریاد از ین بدرگهِ والا برآورم

در چشمِ حور سرمه کنندش اگر غبار
از خویشتن براهِ تو مولیٰ برآورم

گر نیست بجواب تسلی شوم که فال
زین مصحفِ نکوپئے فردا برآورم

روز و شباں بمهرِ و ولاے تو درگا
با خرمی و عیش مهیا برآورم

از اشکِ انفعال بدریا شدم غریق
از فضلِ تو گلیم ز دریا برآورم

بانگِ گدا ز خانه برآرد کریم را
چوں ناله در فراقِ تو شاها برآورم

ترسم که سر ز روضه برآری ز خوابِ ناز
زیں هرزگی خوش است که خود را برآورم

سیمائے رستگاریِ جاوید من بود
داغِ غلامیت چو بسیما برآورم

بخشی گرم خلوص و ز روی دریا خلاص
از زنگ هر دو دلق و مصلا برآورم

با عاصیاں پناه بجنت بروز حشر
تا رو سفید پیشِ تو خود را برآورم

بی تو مرا بهشت بدوزخ برابر است
دل از نعیم جنتِ علیا برآورم

من هم غنی کمینه غلامِ شهم ازاں
سر از غلامیش به ثریا برآورم

قطعه

به تقریب وداع مولوی سید حسین بلگرامی ملقب به عماد الملک از حیدرآباد و سبکدوشی ایشان از خدمت نظامت تعلیمات حیدرآباد و قبول ممبری پریوی کونسل[۱] پارلیمنٹ لندن بمواجب پانزده هزار روپیه سالانه از سرکار انگریزی در ۱۳۲۵ھ

[۱] صحیح انڈیا کونسل ۱۲ مطبع

پس از سپاسِ خدائے جہان علی و علیم
پس از ثنائے رسولِ امین رؤف و رحیم

گو بہ عہدِ ہمایونِ آصفِ جم جاہ
عمادِ ملک فلاطوں بود ز رائے سلیم

بدورِ آصفِ سادس ز رفعتِ رائے بود
چو بید پائے برہمن بدورِ دابشلیم

بود نهفته بعهدش وفا چو بو در گل
بود شگفته دلش از سخا چو گل ز نسیم

بری ز صنعت و سازش بہ طینت ساده
جدا ز غی و غوایت بحکمِ طبع سلیم

یمین و مهرگرا دیر گیر و زود آمرز
عطوف و عذر نیوشنده و غیور و حلیم

هنر پسند و هنرور شناس و قدر افزا
لطیفه سنج و سخن فهم بذله گوی و ندیم

بخاطرش ز علوم ست جمله کهنه و نو
بیادِ اوست ز هر فن همه حدیث و قدیم

فسانه ایست بہ بزمش همه علوم و فنون
فسونِ اوست بهر کس تعلم و تعلیم

بهر معانیِ بیگانه آشنا طبعش
بهر یگانه فضل و هنر شریک و سهیم

همین نه شهرهٔ لفظش ز هر طرف برخاست
نشست سکهٔ او از قلم بهفت اقلیم

بادست نازشِ آبا اگرچه احرار اند
که ابر و بحر بنازند گر در ست یتیم

ز بلگرام بسے گرچه آمدند کرام
ز بینش ار چه گرامی شد از هزار کریم

من و خدا که سید حسین پاک گهر
ز نظم و نثر تو گوئی که گوهری ست نظیم

بادشادی شهزاده امتیاز او راست　　که پیش اهلِ تمیز ست امتیازِ عظیم
تبارک الله ز بدلی که شه باو کردست　　کسے نه گشت ز اقران بدو قرین و سهیم
ز بارِ دین سبک کرد چون سبکساران　　کشاد و بست درِ خرمی و راه غریم
بلاے شاه بچینم که طولِ عمرش را　　سپهر داده است بعرضِ حیات ناز نعیم
بدور اڈ ووڈ هفتم شد از میانه هند　　به بزم خسرِ برطانیه چو رکن قویم
شد از نگارشِ کلکت که جاودانی　　نگار خانهٔ چینی سرشتهٔ تعلیم
ز چند روز که بگرفتی از سرش سایه　　چه غم که بر سر او از تو منتے ست عظیم
گزشت ابر ز دریا و منتش باقی ست　　بجانِ بحر که از فیض اوست درِ یتیم
سپاس باد نسیم از شگفت لاله و گل　　بدوش باغ بود گو رود ز باغ نسیم
همیشه تا که خط و سطح و جسم را اجزاست　　همیشه تا نبود نقطه قابلِ تقسیم
تو شاد باش به ظلِ شهِ دکن آصف　　چو شه به ظلِ شهِ انبیا رسولِ کریم
طفیل سرورِ عالم نظامِ آصف جاه　　بپاش تختِ شهی باد بر سرش دیهیم

تمت

صحت نامہ

نوٹ : ذیل کی فہرست میں گو زیادہ تر نقطوں اور مرکزوں یا شوشوں اور مشتبہ حروف کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم حتی الامکان ان تمام مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام تکلیف فرما کر درست فرمالیں۔

مہتمم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	بزم جم	بزم و جم	۶	۱۹	شفقتش	شفقتتش
״	۱۲	زر بخش د	زر بخش	״	۲۰	لقماط	بہ قماط
״	۱۸	آزاری	آذاری	۷	۲۱	نہیبش	نہیبش
۶	۶	زعم	رغم	۱۰	۱۶	ندار	مدار
״	۱۴	سرآید	سراید	۱۳	۱۴	سیپس	سپس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱۵	بخت	پخته
۱۷	۷	راو	راد
″	″	هست	تست
۱۹	۱۷	یاد	باد
۲۱	۲	راو	راد
″	۱۲	دوتا	دوتا
۲۳	۱۰	کمند	کمینه
۲۴	۲۰	عقول	عقود
″	۱۲	بجزدی	به بجزدی
۲۹	۱۳	طلال	جلال
″	۲۰	بردم	بُردم
۳۰	۲۰	ردای	روائی
″	۲۱	ازخ	ازرخ
۳۳	۱۴	الازراق	الارزاق
″	″	دفایق	دقایق
۳۴	۲	ریدم	دیدم
″	۳	مهر	به مهر
″	″	عریز	عزیز
۳۴	۶	مه	همه
″	۶	به	مه
۳۵	۲۰	ز	نه
۳۶	۹	سپهر	سپهرو
″	۱۱	دوآب	دواب
۳۹	۷	شر	شه
۴۰	۱۳	سنخ	سنج
۴۳	۹	بر	هر
″	۱۷	خوزد	خورد
″	۱۹	تادره	نادره
۴۵	۴	وار	دار
″	۷	زو	زد
″	۹	زور	روز
″	۱۹	جو	چو
۴۶	۱۷	در	زد
″	۲۱	زکوٰة	زکوه
۴۷	۶	ستگاف	شگافت
۴۹	۱۵	نجد	سنجد
۵۰ ۵۱	۹ ۱	گره شدی	وگره بادی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥١	١	بوده د	بودهٔ	٦٩	١١	وہم	دہم
٥٢	٢١	گو	کو	٧٠	٢	بخیر	بہ خیبر
٥٣	٢٠	مسر	میر	٧١	١٢	چه	پچه
٥٥	١	سیاہاں	سپاہاں	٧٢	٤	الثبات	لثبات
٥٦	٥	ناد	باد	″	٩	کسجابة	کسحابة
″	٦	دموئی	دموی	″	١١	حساجة	حاجة
″	١٢	برندان	بہ زندان	٧٣	٢	اطری	طری
″	١٣	جبیب	جیب	″	١٧	اسیمه	آسیمه
″	١٦	بمنج	بگنج	٧٤	١٠	ہمچو	ہم چوں
٥٧	١٣	باد	بہ او	٧٦	٨	شیوه زبانان	شیوا زبانان
٥٩	١٤	گفت	کفت	″	١٦	برق	برحق
٦١	٥	بجیار	یکبار	٧٧	١٩	زماں	اماں
٦٣	٢	بطابع	بہ طالع	٧٨	٨	بیان	بناں
″	٤	نہاں زانجم	نہاں انجم	″	١٣	فان	فسان
٦٤	١٦	انگشت	انکشت	″	١٤	بخش	تخش
″	١٨	بغیر	بہ عنبر	٧٩	١٧	بہ پیچد	بپیچد
٦٥	٨	ثو	تو	″	٢١	بانوشیرواں	بہ انوشیرواں
٦٦	٦	طفل د نور	طفل و نور	٨٠	١٠	سردر	سرور
٦٨	١٥	دلے	وسلے	٨١	٤	دین ددولت	دین و دولت
″	١٧	نطشم	نظم	٨٢	٤	دہر	دہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	״	ارضد	ازصد	۹۲	۴	خز	خم
״	۱۱	سا	سابر	״	۷	دمے	دمے
۸۳	۴	چہل	چل	۹۳	۵	داد	درد
״	۱۹	مے	مرا	۹۶	۱۳	ظارم	طارم
۸۷	۴	دکاں	دکان	۹۷	۱۴	شپہر	سپہر
״	۸	سبر	شیر	۹۸	۷	بدل	بذل
״	۱۴	یسی	بسی	״	۱۲	میناے	مبنائے
۸۸	۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ	۹۹	۲۱	گا	گاہ
۸۹	۶	بآہنگ	بانگ	۱۰۱	۴	سوے	بہ شعراے
״	۱۱	بجلہ	بجلہ	۱۰۲	۱۸	باعاصیاں	یاعاصیاں
״	۲	بگیرد	بگیرد.	۱۰۴	۴	سپہر	سپر